جلد 26 شمارہ 8 ماہ اگست 2024ء صفر المظفر 1446ھ




ماہنامہ

# فلاحِ آدمیت

# سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا تعارف اور اغراض ومقاصد

- سلسلہ عالیہ توحیدیہ ایک روحانی تحریک ہے جس کا مقصد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق خالص توحید، اتباع رسول، کثرت ذکر مکارم اخلاق اور خدمت خلق پر مشتمل حقیقی اسلامی تصوف کی تعلیم کو فروغ دینا ہے۔
- کشف وکرامات کی بجائے اللہ تعالیٰ کے قرب وعرفان اور اس کی رضا ولقاء کے حصول کو مقصود حیات بنانے کا ذوق بیدار کرنا ہے۔
- حضور ﷺ کے اصحاب کی پیروی میں تمام فرائض منصبی اور حقوق العباد ادا کرتے ہوئے روحانی کمالات حاصل کرنے کے طریقہ کی ترویج ہے۔
- موجودہ زمانے کی مشغول زندگی کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نہایت مختصر اور سہل العمل اوراد واذکار کی تلقین۔
- غصہ اور نفرت، حسد وبغض، تجسس وغیبت اور ہوا وہوس جیسی برائیوں کو ترک کر کے قطع ماسوا اللہ، تسلیم ورضا عالمگیر محبت اور صداقت اختیار کرنے کو ریاضت اور مجاہدے کی بنیاد بنانا ہے۔
- فرقہ واریت، مسلکی اختلافات اور لاحاصل بحثوں سے نجات دلانا۔ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی اہمیت کا احساس پیدا کر کے اپنی ذات، اہل وعیال اور احباب کی اصلاح کی فکر بیدار کرنا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رضا اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی اور ملت اسلامیہ کی بہتری کی نیت سے دعوت الی اللہ اور اصلاح وخدمت کے کام کو آگے بڑھانا اپنے مسلمان بھائیوں کے دلوں میں قلبی فیض کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی محبت بیدار کرنا اور روحانی توجہ سے ان کے اخلاق کی اصلاح کرنا ہے۔

ماہنامہ

# فلاحِ آدمیت

گوجرانوالہ

عالمگیر محبت اور بنی نوع انسان کی اصلاح و فلاح کا علمبردار

بیادِ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ
بانی سلسلہ

محمد صدیق ڈارؒ
بانی مجلہ فلاحِ آدمیت

نگران و سرپرست اعلیٰ: جناب محمد یعقوب توحیدی شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ 0344-9000042





شیخ سلسلہ و مدیر سے رابطہ
مرکز تعمیر ملت (ڈاکخانہ سیکنڈری بورڈ) وحید کالونی کوٹ شاہاں گوجرانوالہ
Ph: 055-3411030 ای میل: info@tauheediyah.com
Website www.tauheediyah.com



پبلشر عامر رشید انصاری نے معراج دین پرنٹرز مچھلی منڈی لاہور سے چھپوا کر مرکز تعمیر ملت، جی ٹی روڈ گوجرانوالہ سے شائع کیا

قیمت شمارہ -/30 روپے ✿ ✿ ✿ سالانہ چندہ -/300 روپے

# اس شمارے میں





# دل کی بات

حدیث شریف میں ہے کہ "جو میرے ولی سے عداوت رکھے میں اسکے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں" اللہ تبارک وتعالیٰ غفور ورحیم ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے اولیاء کی بے عزتی یا اذیت برداشت نہیں کرتا۔ اللہ والے اہل اللہ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے اہل وعیال ہیں ۔اللہ تعالیٰ کی ذات پاک حلیم اور غفورالرحیم ہے۔ اپنی ذات کے ساتھ لاکھوں کفر وشرک کرنے کے باوجود کفار اور مشرکین کو رزق عطا فرماتی رہتی ہے لیکن جب کوئی اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو تکلیف پہنچاتا یا بے توقیری کرے تو اللہ تعالیٰ کا غضب فوراً جوش میں آ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بے ادبی کا فوراً جواب دیتے ہوئے اس شخص کو رسوا کرتے ہیں ۔اللہ والوں کے بارے میں بدگمانی کرنا یا انہیں تکلیف پہنچانا ایسا امر ہے کہ اس کی سزا اللہ تعالیٰ فوراً دیتا ہے۔حتی المقدور اللہ والوں کو تکلیف پہنچانے سے بچنا چاہیے۔خاص طور پر مرشد جس کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے ہوں ان کیلئے تکلیف کا باعث بننا انتہائی نقصان کا باعث ہوتا ہے ۔آپ ﷺ پر عالم نزع طاری تھا اور آپ ﷺ نے دوا پینے سے انکار فرما دیا اور غشی طاری ہو گئی۔صحابہ کرام میں اس بات پر اختلاف ہوا کہ آپ کو دوا پلانی چاہیے یا نہیں تو بعض صحابہ کی رائے تھی کہ یہ انکار ایسا ہے جیسا کہ مرض کی شدت سے انسان غیر ارادی طور پر گھبراتا اور بے ہوشی میں دوا پینے سے انکار کرتا ہے۔بعض صحابہؓ نے یہ رائے دی کہ جو آپ نے حکم دیا ہے اس پر عمل کیا جائے۔عام بشر پر آپ کو قیاس کرنا مناسب نہیں۔

الغرض محبت اور خیر خواہی کے جذبے کے تحت دوا پلا دینے کی رائے پر عمل کیا گیا۔حضور ﷺ کو افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ان لوگوں کو فوراً بلاؤ جنہوں نے دوائی پلائی تھی ۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فوراً ان کو وہ دوا پلا دو ورنہ اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کسی سزا میں مبتلا فرما دیں۔اولیاء اللہ کو اپنی سوچ کے مطابق بہ نیت خیر خواہی بھی اگر کوئی تکلیف پہنچا دی تو یہ بھی خطرناک صورتحال ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی تکلیف اللہ تعالیٰ کو بہت ہی ناگوار گزرتی ہے۔اللہ کے ولیوں کی صحبت میں رہتے ہوئے بہت ہی احتیاط سے کام لینا چاہیے۔تھوڑی سی بے تکلفی یا بے احتیاطی اگر باعث تکلیف بن گئی تو بندہ فوراً اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آ جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے اولیاء کی بے ادبی سے بچائے۔آمین!

سید محمد عبداللہ شاہ بخاری

مدیر فلاح آدمیت

# پیامِ قرآن

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ۔ (سورۃ النور ۲۴۔ آیات ۳۵-۳۷)

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق میں چراغ رکھا ہوا ہو، چراغ ایک فانوس میں ہو، فانوس کا حال یہ ہو جیسے موتی کی طرح چمکتا ہوا تارہ، اور وہ چراغ زیتون کے ایک ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہو جو نہ شرقی ہو نہ غربی، جس کا تیل آپ ہی آپ بھڑکا پڑتا ہو، چاہے آگ اس کو نہ لگے، روشنی پر روشنی۔ اللہ اپنے نور کی طرف جس کی چاہتا ہے راہنمائی فرماتا ہے، وہ لوگوں کو مثالوں سے بات سمجھاتا ہے، وہ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔ (اس کے نور طرف ہدایت پانے والے) ان گھروں میں پائے جاتے ہیں جنہیں بلند کرنے کا اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ نے اذن دیا ہے۔ (یعنی ایسے) لوگ جن کو خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ سودا گری غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت۔ وہ اس دن سے جب دل (خوف اور گھبراہٹ کے سبب) الٹ جائیں گے اور آنکھیں (اوپر کو چڑھ جائیں گی) ڈرتے ہیں۔

# فرمانِ نبوی ﷺ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا رہتا ہے، اس لئے اپنی داہنی جانب نہ تھوکنا چاہئے لیکن بائیں پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔

(کتاب اوقات الصلوٰۃ، صحیح بخاری)

حضرت ابوانس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سجدہ کرنے میں اعتدال رکھو (سیدھی طرح پر کرو) اور کوئی شخص تم میں سے اپنے بازوؤں کو کتے کی طرح نہ پھیلائے۔ جب کسی کو تھوکنا ہی ہو تو سامنے یا داہنی طرف نہ تھوکے، کیونکہ وہ نماز میں اپنے رب سے پوشیدہ باتیں کرتا رہتا ہے اور سعید بن قتادہؓ سے روایت کر کے بیان کیا کہ آگے یا سامنے نہ تھوکے البتہ بائیں طرف پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔ اور حمید نے انس بن مالکؓ سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قبلہ کی طرف نہ تھوکے اور نہ داہنی طرف البتہ بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔

(کتاب اوقات الصلوٰۃ، صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن نافعؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب گرمی تیز ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ گرمی کی تیزی جہنم کی آگ کی بھاپ سے ہوتی ہے۔

(کتاب اوقات الصلوٰۃ، صحیح بخاری)

# ندائے عارف

(فرمودات شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد یعقوب صاحب توحیدی مدظلہٗ)

(ماجد محمود توحیدی)

☆ انصاری صاحب ؒ کی محفل میں حلوے کی بات ہوئی تو آپ ؒ نے فرمایا کہ حلوہ جو ہے یہ ڈپٹی کمشنر ہے۔ پیٹ میں جو کچھ بھی ہو جس وقت حلوہ اندر جاتا ہے سب اپنا اپنا رستہ پکڑ لیتے ہیں اور حلوے کے لئے رستہ (Clear) کر دیتے ہیں۔ یہ حلوہ جو ہے ناں یہ ڈپٹی کمشنر ہے اس کا خیال رکھا کریں۔

☆ ہم ایک دوسرے سے ملتے رہتے ہیں، آج کل یہی بھائی بندی ہے۔ ہمارے لئے تو یہی غنیمت ہے۔ اس سے بڑی غنیمت اور کوئی نہیں ہے۔ ہمارے مرنے کے بعد بھی یہ ملاقاتیں کام آئیں گی ان شاء اللہ۔ وہاں بھی ملا کریں گے۔ ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ ہماری تو ایک ہی بات ہے زندہ ہیں یا مردہ، ہم ایک ہی ہیں، ایک ہی رہیں گے ان شاء اللہ۔

☆ شخصیت پرستی میں مقصد غائب ہو جاتا ہے۔ جب مقصد ہی غائب ہو گیا تو سمجھو ہم خود غائب ہو گئے۔ پھر وہ بات نہیں رہتی۔ اگر کوئی مقصد سامنے نہ ہو تو آدمی ایسی ہی ٹامک ٹوئیاں مارتا ہے۔ پھر زندگی بھی ایسے ہی ہوتی ہے۔ بس یہ کسی کی اپنی سوچ ہے۔ یا تو سنیں کسی کی۔ کسی کے پاس بیٹھیں، اٹھیں تو پھر بات بنتی ہے۔ اگر وہ نہیں ہے اور یہ ہے کہ میں جو کر رہا ہوں یہ ٹھیک ہے تو بس پھر وہ ٹھیک ہی ہو جاتا ہے۔

☆ کسی بزرگ کے قول "زندگی چند روزہ ہے اس میں ہمارا روزہ ہے۔" کی بات پر فرمایا: جس نے اس چیز کا خیال رکھا کہ میں نے روزہ کی حالت میں جس طرح رمضان کا مہینہ

گزارا ہے، میں نے پورا سال اسی طرح گزارنا ہے۔ بس وہ کامیاب رہا۔ روزے سے فائدہ اس نے لیا۔ روزہ اسی لئے ہوتا ہے۔ یہ Training Center ہوتا ہے۔ Training کے بعد جب باہر نکلتے ہیں تو پورا سال ہم نے وہ ٹریننگ حاصل کی ہوئی ہوتی ہے تو اسی طرح ہمیں عمل کرنا پڑتا ہے، پھر جا کے یہ روزہ مکمل ہوتا ہے اور اس کی کامیابی ہوتی ہے۔ اللہ میاں کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ اصل بات یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ بس یہ اب ٹریننگ ہو گئی ہے اب اس میں پورا سال گزارو گے تو روزہ مکمل ہوگا ورنہ روزہ پھر ادھورا رہ جائے گا۔ اگر ہم اس پہ عمل نہیں کریں گے، درمیان میں جھوٹ بولنا شروع کر دیں گے، غیبت کرنی شروع کر دیں گے، لڑائی جھگڑے شروع کر دیں گے، غصہ کرنا شروع کر دیں گے، نماز چھوڑنا شروع کر دیں گے تو پھر سمجھو کہ ہمیں واپس نئی ٹریننگ کا انتظار کرنا پڑے گا۔ نئی ٹریننگ آئے، پھر اس سنٹر میں داخل ہوں، پھر نئے سرے سے ٹریننگ حاصل کریں۔ یہ سال پہ بات پڑ جائے گی۔ آج اس رمضان میں ہی ہم نے وہ ساری چیزیں حاصل کر لی ہیں اور اس پہ پورے سال عمل کرنے کا تہیہ کر لیا ہے تو سمجھو کہ ان شاء اللہ ہم کامیاب ہو گئے۔ الحمد للہ۔ آپ نے بڑی اچھی بات کی ہے۔ بڑا اچھا نکتہ اٹھایا ہے اللہ آپ کو اجر دے۔

(آن لائن محفل مورخہ ۱۳ اپریل ۲۰۲۴ء کی گفتگو سے اقتباسات)

☆ پاکستان میں ٹرانس جینڈر ایکٹ کے حوالے سے عدالتی فیصلہ اور یورپ میں اس تحریک کی بات ہوئی تو فرمایا:

اپنے آپ کو اس بیماری سے بچا کے رکھیں۔ ان کے خیالات سے اور ان بیماروں سے جو اس کے قائل ہیں ان بیماروں سے اپنے آپ کو دور رکھیں۔ یورپ میں ہیں، فرانس میں ہیں، امریکہ میں ہیں یا جہاں بھی ہیں۔ ان کی سوچ سے بھی بچ کے رہیں۔ اور پھر کوشش کریں کہ آپ کے زیر اثر جو لوگ ہیں ان کو بھی بتا دیں کہ قرآن یہ کہہ رہا ہے۔ جو مان گیا کوئی تو اللہ میاں اسے بچا لے گا اور

اُسے اپنے ساتھ ملا لے گا، نہ مانا کوئی تو وہ اپنے انجام کا پھر خود ذمہ دار ہے۔ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے اُس کا مکلف کر دیا ہے کہ اپنے آپ کو جہاں چاہو ڈھال لو۔ میں نے آخر میں آپ کو بتانا ہے کہ میں نے جو کہا تھا آپ نے عمل کیا تو اب نتیجہ جیسا تو ویسا ہی ہو گا، زبردستی کسی پہ نہیں ہے۔ دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے، دین اپنی مرضی سے آپ نے استعمال کرنا ہے، جو چاہو استعمال کرو۔ اللہ جو چاہتا ہے وہ کروا بھی لیتا ہے۔ اپنے نیک بندوں کے واسطے سے جن لوگوں کو بدلنا چاہتا ہے، بدل بھی دیتا ہے لیکن جو بالکل نہ بدلنا چاہیں تو اللہ میاں اُن پہ زبردستی بالکل نہیں کرتا کیونکہ یہ اس کی مخلوق ہے اور دوزخ بھی اُس کی مخلوق ہے، وہ بھی اس نے بھرنی ہے۔ اُس نے وعدہ کیا ہے کہ میں تمہیں بھروں گا، تمہاری تسلی کروں گا۔ وہاں آخر جانا تو ہے، میں نے، آپ نے یا کسی نے بھی۔ وہاں جانا ہے۔ اس جگہ کو بھرنا ہے۔

اللہ سے دعا کریں کہ ہمیں اپنے رستے پہ قائم رکھے، اپنا رستہ سمجھنے کی اور اس پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے، یہ بہت ضروری ہے۔ عاجزی کرتے رہیں اور اللہ کو دل کی گہرائیوں سے یاد کریں۔ یہ نہیں کہ اوپر اوپر سے اللہ اللہ کریں اور اندر کچھ اور بھرا پڑا ہو۔ دل کی گہرائیوں سے اللہ کو یاد کریں۔ اُسی کے ساتھ ہمارا آغاز ہوا ہے اور ان شاء اللہ انجام بھی اُسی کے ساتھ ہو گا، وہی ہماری کامیابی ہے۔

یہاں دنیا میں تجربے سے، خواتین اور مرد یہ سارے شروع سے ہیں اور آخر تک رہیں گے، اپنے اپنے کام کرتے رہیں گے۔ جو صحیح ہوں گے اُن کو اللہ تعالیٰ صحیح رکھے گا اور جو بگڑ گئے، اپنے آپ کو زیادہ بڑا سمجھنے لگے تو اُن کا انجام پھر اللہ میاں نے ایک دفعہ نہیں کوئی سینکڑوں ہزاروں دفعہ قرآن میں لکھا ہے کہ جو اپنی مرضی چلانے لگے تو ہم ان کا رسہ آزاد کر دیتے ہیں اور وقت آنے کا انتظار کرتے ہیں کہ جب وقت آئے گا انہیں ہم دھر لیں گے۔ وہ پھر نہیں نکل سکیں گے، کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔ چاہے وہ اس وقت اپنے آپ کو کامیاب سمجھیں، چاہے اپنے آپ کو اس وقت وہ بادشاہ سمجھیں۔ لیکن میری نظروں میں وہ ذلیل ترین قوم ہیں جن کو ان کا انجام قیامت کے دن ملے گا۔

محفل میں شریک ایک بھائی نے کہا کہ یہ سب اس لئے ہے کہ لوگ وراثت تقسیم نہیں کرنا چاہتے اس لئے اس کو بھلا دیا جا رہا ہے۔ اس پر فرمایا

وراثت کا قانون قرآن کے ایک بڑے حصہ میں بیان ہوا ہے۔ اگر یہ بات ہے تو معمولی بات یہ بھی نہیں ہے۔ یہ بھی معمولی نہیں ہے کہ ہم اپنی ہی بولی بول رہے ہیں۔ قرآن کا بڑا حصہ وراثت سے متعلق رہتا ہے اور جو وراثت پر Direct attack کر کے قرآن کے اس حصہ کو بھلانا چاہتے ہیں تو یہ ہم اپنے اوپر ایک ظلم کریں گے۔ اس لئے ان ساری باتوں کو مدنظر رکھیں ان کو سمجھیں اور ان سے خود بچنے کی کوشش کریں اور دوسرے جو آپ کے زیر اثر ہیں ان سب کو بچانے کی کوشش کریں۔

یہ جو بھی ہو رہا ہے مذہب کے خلاف ہو رہا ہے اس کا آخر بھگتنا پڑے گا۔ یہ اللہ کا قانون ہے، بتایا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ کچھ عرصے تک مزے رہے گا، وہاں پر پتا لگے گا کہ ہم نے کتنی عقل مندی کی تھی، کیا کیا اپنے عقل سے کام لے کے ہم نے اس کو کیا سے کیا بنا دیا تو وہاں بھگتنا ہوگا۔ یہ الگ بات ہے کہ ہمیں یہاں پتا نہیں ہے، یہاں ہم اپنی عیاشیوں میں لگے ہوئے ہیں، ہمیں پتا نہیں ہے۔ وہاں کی زندگی میں اور یہاں کی زندگی میں بڑا فرق ہے۔ یہاں آپ زیادہ سے زیادہ سو سال رہ سکتے ہیں، وہاں آپ مرنا چاہیں گے بھی تو نہیں مر سکیں گے، دائمی زندگی ہوگی۔ یہ اہم بات ہے۔ یہاں بھی اگر آپ ایک حالت میں رہ رہے ہیں تو آپ کی جان پہ بن آتی ہے۔ جیسا کہ کہتے ہیں کہ جب آپ کا کسی حال میں ... ایک ہی حالت میں گزرے گا اور وہ بھی دائمی ... تو کیسی حالت ہے۔ اللہ ہمیں ... بچا دے ... 

شیخ ... ایک مرید سلسلے نے اپنی کیفیت بتائی ... اور ... عرض کی تو آپ نے فرمایا

ہمارے سلسلہ میں ، لوگوں کی طرف سے تحریریں آتی رہتی ہیں (ملتان سے ایک مرید سلسلہ کا نام ... قریشی ہے) اس کی تکمیل ہو نے سے پہلے نہیں اٹھا رہے اس کو Promotion دی گئی وہ بھی ان کی توقعات ماشاءاللہ اس سے بھی اضافہ ہوا تھا

آپ کامیاب ہوتے رہیں ہمیں تو بڑی خوشی ہے کہ ہمارے آپ کامیاب ہوتے ہیں ، آگے بڑھتے رہیں ہمارا اسی سے ہمارا دل بہت بڑا ہو جاتا ہے کہ چلو دنیا کے لحاظ سے بھی اسی خوشی سے قدم شاید تیز بڑھائیں اس کا دوست پہ شاید ... ہونے لگ جائے ہماری آپ سب سے بہت توقعات ہوتی ہیں اللہ کرے کہ آپ لوگ اسی طرح کامیابیوں سے قدم منزل کی طرف بڑھاتے جائیں بڑھاتے جائیں تو ان شاء اللہ اللہ مدد کرے گا

☆ اللہ کو ہمیشہ ہر حال میں یاد رکھیں اللہ اکبر ہے اللہ اکبر ہے اللہ اگر آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہیں دل سے اوجھل ہو گیا تو پھر ہم کہاں کے رہ سکتے ہیں ، یہ یاد رکھیں پھر ہم سمجھتے رہیں کہ ہم ہیں پھر ہم کس میں ہم Minus ہو جائیں گے ایسے سمجھیں Minus ہو جائیں گے کیا ہوتا ہے پتہ ہے اتنا ہے کہ ... ہوتا ہے دوسری طرف ... وہی خلقت ہوں اس نے محسوس کیا تو ... چھوڑ دے گا کہ جا تو ... میں ہے یہ یاد رکھیں Second position (ثانوی حیثیت) کسی صورت میں اسے قبول نہیں ہے کسی بھی صورت میں ... سے ... جائے کوئی پوزیشن نہیں ہے اس سے وہ ... جاتا ہے اس لیے آپ اس کے ساتھ ... رہے کسی ... پوزیشن میں بنے رہیں وہ خوش ہے کس بات پہ خوش ہے ہمیں ... اس کی خوشی کا پتہ ہے یا ... وہ خوش رہے

(... محفل مورخہ ۲۲ ... گفتگو سے اقتباسات)

☆ اللہ ہر کسی حال میں مت بھولیں ... اللہ کی ہے ... اللہ ... ہم ہیں اللہ کے ہم ہیں

☆ حلقہ میں جائیں تو اس سے خوب فائدہ اٹھائیں۔ ہم حلقہ میں آتے ہیں تاکہ ایک دوسرے کے تجربات میں شریک ہو سکیں، ایک دوسرے کی خوشی میں شامل ہو سکیں اور یہ وقت گزاریں۔ ہمیں بھاگنے کی جلدی ہوتی ہے، گھر بہت دور ہے، ٹریفک جام ہے، جانے میں دیر ہو جائے گی، جلدی جائیں، یہ کیا ہو جاتا ہے، اس طرح وقت، یہ تو ہم میں نکلتا رہتی ہیں اور اچھی بات بیچ میں آ جاتی ہے۔ ہفتہ وار زندگی یہ پروگرام چھوٹ سکتا ہے تو جائے اس کے دوسری چیز پر پروگرام Arrange (منعقد) ہو۔ یہ سب اسی پروگرام میں ہو سکتا ہے۔ یہ سب ہی اس لئے آپ خود بھی کوشش کریں۔ دوسرے حلقوں والے بھائیوں سے appreciate کرتے ہیں۔ ملتان والے بھائی صاحب اسلام آباد خاص وقت بھیجتے ہیں، گپ شپ لگاتے ہیں۔ اس کی اچھی گپ شپ ہوتی ہے۔ سوتی حلقے والے بھی مدد کرتے ہیں۔ اچھا تعمیری کام ہے۔ ایسے ہی کم کریں اور باقاعدہ چیٹ میں زیادہ دیر کریں، اس کا بہت فائدہ ہوتا ہے۔ آپ کی استطاعت میں وسعت ہوتی ہے، آپ کے تجربات میں وسعت آتی ہے، ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ ہوتے ہیں، اس سے رابطے میں فرق پڑتا ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے۔ حلقوں کا مقصد ہی اصل میں یہ ہے۔ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ سب سے بڑی بات اگر آپ کا اچھا لگا دینی بھائی بھی جو بنے تو وہ بھی اس سے بڑا اچھا ہوگا، بڑا فرق پڑے گا۔

☆ قبلہ اصغر ری صاحب سے جو تعلیم دی ہے وہ بڑی خوبصورت ہے، ساتھ ساتھ قرآن پاک کی تعلیم دی ہے کہ قرآن کو اس طریقے سے پڑھا کریں۔ جیسا کہ انہوں نے سمجھایا ہے اب بھی ہیں۔ والد صاحب کی طرف سے بتائی ہے، اسی طرح اگر پڑھیں، ایک پیج روزانہ آدھا صفحہ پڑھیں، کوئی جلدی نہیں ہے۔ ہمارے پاس آج کل ٹائم کم ہوتا ہے، پڑھے Stamenab کی بات اہم ہے۔ چلو جتنا بھی ہو سکے پڑھیں لیکن پڑھیں اس طریقے سے۔ پہلے عام طریقے سے پڑھیں، صرف تلاوت کریں اور کوشش کریں الفاظ کی آواز میں تلاوت کی ہو، بالکل ایسی آواز کہ جیسے

---

جائیں۔ جب یہ پڑھنا ختم کر لیں تو پھر وہاں کے تشریح اور تفسیر کے ساتھ سمجھ کر پڑھیں۔ اس میں ذرا مزہ آنے لگے گا۔ تھوڑا تھوڑا ذہن میں رہ جائے گا۔ اگر ایک دن کے سبق میں ایک آدھ بات بھی ذہن میں بیٹھ گئی تو یہ بہت بڑی بات ہے۔ یہ بہت ضروری ہے۔ ہمارے بچوں کے لئے بھی قرآن پڑھنے کا طریقہ ہے جو بابا جی نے بتایا ہے اور سب کرتا ہے۔ ہمیں اسی طرح تلاوت کرنی چاہئے جس طرح کہ بابا جی نے بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(آستانہ عالیہ محفل مورخہ ۲۸ مئی ۲۰۲۳ء کی گفتگو سے اقتباسات)

☆ انسان جب پیسوں سے نکلتا ہے یا فارغ ہوتا ہے تو اسے اللہ کی تلاش شروع کر دے گا یا ملازمت سے ریٹائر ہو جائے گی کہ چلو میں اپنا کام ختم کر لوں تو میں بہت کما سکتا ہوں۔ وہ ادھر شروع ہو جائے گا۔ ایسا ہی ہے۔

☆ حضرت جی حیدری تعلیمات کی مقصدیت پر بات ہوئی تو آپ نے فرمایا

اگر تھوڑی سی بات پڑھنے کی ہمت ہے تو ہمارے بچوں کے لئے مقصد سمجھنا بہت آسان ہے۔ بابا جی کی ایک کتاب میں "طریقت و حیدریہ" رکھی ہے۔ اگر وہ ایک دو دفعہ غور سے پڑھ لیں تو انہیں پتا چل جائے گا کہ بیعت کس لیے ہونا چاہئے اور لوگ کس لیے بیعت ہوتے ہیں۔ اس وقت تک یہ وہ جو پیری مریدی کی میرا خیال ہے کہ وہ عام معاشرے سے بھی ختم ہو گئی ہے اب جو بھی کوئی بیعت ہوتا ہے وہ کسی مقصد کے لئے بیعت ہوتا ہے۔ بلکہ کسی مقصد کے لئے نہیں ہوتا ہمیں تو بابا جی نے پہلے دن ہی اپنے بیعت کا مقصد بتا دیا کہ بیعت کس لیے ہونا چاہئے میرا خیال ہے یہ اتنا مشکل مسئلہ نہیں ہے۔ بچوں کو سمجھانا آسان ہے۔ اگر بابا جی کی کتابیں غور سے پڑھیں، اس سے پتا لگائیں اور اپنے مقصد کا تعین کریں۔ ابھی جو بھائی نے بات کی اس کا اپنا پتہ ہے؟ جب تک مقصد کا تعین نہ ہو انسان کوئی بھی کام کرے وہ بے ڈھنگا ہوتا ہے۔ مقصد کا تعین ہو جائے تو پھر وہ خواہش اسی سمت میں آگے بڑھتی رہتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کامیابی نصیب

ہوتا ہے۔ وہ Disciplined (منظم) قائد ہوتی ہے اور یہ مقصد کا تعین کرنے کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔ اس کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ آپ نے دنیا کی ترقی کی مثال آپ کو دی ہے

☆ آپ نے اخلاق کے بارے میں ہمیں جو بات بتائی ہے وہ تو بڑا عام فہم اور بہت ہی خوبصورت بات ہے کہ غصہ اور نفرت کو چھوڑ دو، محبت اور صداقت کو اپناؤ۔ یہ ہم لوگوں کے لئے ہیں اور سب بھائی ماشاء اللہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور یہ اتنا ضروری ہے کہ اگر کوئی انسان محنت کرے، غصہ اور نفرت کو ترک کر دے تو اس کا اخلاق بہت بہتر ہو جاتا ہے۔ نفرت کا مطلب کوئی یہ نہیں ہے کہ کسی کے ساتھ ہم نفرت رکھیں۔ جب بندہ اللہ سے محبت کا دعویدار ہو اور اللہ کی مخلوق سے نفرت کرے تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ محبت اور صداقت کو قائم رکھیں تو یہ احسان ہے کہ Ninty percent اخلاق اس کا جس نے Adjust کر لیا ہے صحیح ہو جاتا ہے

ایک چیز میں Point out (نشاندہی) کروں گا، بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ غصہ میں اب نہیں ہے کہ میرا غصہ ختم ہو گیا ہے لیکن اس میں بعض اوقات ہوتی رہتی ہے۔ یہ خیال کرنا چاہئے کہ مجھ میں غصہ ہے یا نہیں۔ اس کو Adjust کرنا چاہئے۔ کوشش کرنی چاہئے کہ غصہ ختم ہو۔ ہمارے بھائی ہیں، مجھے پتا ہے میرا رابطہ ہے وہ کہتے ہیں کہ غصہ نہیں ہے لیکن غصہ بھی اندر بیٹھا ہوتا ہے

■

☆ یہ جو غصہ ہے یہ ایسی چیز ہے کہ اس کا خود انسان کو بھی پتا نہیں چلتا کہ میرے اندر غصہ ہے اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ جب دوسرے بھائی کہیں کہ آپ میں غصہ ہے تو اسے مان لینا چاہئے کیونکہ انسان کو خود پتا نہیں چلتا۔ یہ بات بہت بڑی نعمت ہے کہ کوئی بتا دے کہ آپ میں غصہ ہے، اسے چھوڑ دو۔ غصے کی موجودگی کا پتا نہیں چلتا۔ میرے ایک دو بھائی ہیں جو یہ کہہ رہے تھے کہ وہ کچھ بات کی ہیں۔ اخلاق کا معیار ان کی اپنی جگہ ہے۔ یہ ایک دو Points ہو سکتے ہیں کہ بیان میں بات وضاحت کر رہے ہوتے ہیں لیکن وہ پھر بھی غلط ہیں کہ یہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حالت پر رحم کرے اور میری دعا ہے کہ وہ اس بات کو سمجھ جائیں۔ میں نے سمجھانے کی بہت کوشش کی ہے لیکن اگر ایسا ہو تو میں ناکام ہوں

اس کا حیب ہر بھائی اپنے طور پر دے اس کا اعلیٰ طریقہ یہ ہے کہ دوسروں کی بات غور سے سنیں اور یہ سمجھیں کہ یہ جو کہہ رہا ہے وہ بالکل صحیح کہہ رہا ہے۔ مجھے تو بالکل سمجھ نہیں ہے۔ اپنے اندر سے میں اس بات کو نکال دیں۔ جس وقت یہ تکبر نکل گیا پھر ان شاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا

یہ تکبر جو ہے یہ شرک ہے۔ یہ معمولی چیز نہیں ہے۔ اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ظلم کہا ہے اس لئے اس بات کا خاص خیال رکھیں۔ اپنے اخلاق کا ذکر کرتے وقت اس ظلم اور شرک سے بچنے کا بھی سوچ لیا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور اللہ تعالیٰ آپ سب کو ان باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اخلاق روزی کا پیش خیمہ ہے۔ اگر آپ کا اخلاق صحیح ہے تو آپ بڑے قبول ہوں گے آپ ولی اللہ صحیح تو بن سکتے ہیں لیکن اخلاق اگر آپ کا صحیح نہیں ہے تو یہ ایک خرابی ہے جو نکل جائے گی [illegible] آپ کوشش نہیں کریں گے آپ ولی اللہ صحیح نہیں بن سکتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دوسروں کی بات سے بچائے

تکبر واحد برائی ہے جس کا انسان کو خود پتا نہیں ہوتا۔ [illegible] اس لئے خود اپنی نشاندہی نہیں کر سکتا۔ معلوم کرنا چاہئے کہ میں اس مصیبت میں پھنسا ہوا ہوں یا نہیں۔ یہ بات اس لئے میں نے Point out کی ہے کہ اس کا انسان کو خود پتا نہیں ہوتا۔ اگر دوسرے آپ سے پوچھ کر سمجھتے ہیں یہ تھوڑا سا کرنا چاہئے۔ آپ خوش قسمت ہوں گے اگر آپ کو کوئی کہے آپ میں یہ خرابی ہے۔ یہ بڑی خوش قسمتی کی بات ہوگی

تکبر کے حوالے سے بات جاری تھی اس میں ایک بھائی نے اپنی رائے دی تو فرمایا

آپ وجہ ہے میں نے اسی لئے یہ بات کی ہے۔ اپنے بھائیوں کا خیال رکھیں اور انہیں پیار سے سمجھائیں۔ پیار سے سمجھانے سے آدمی سمجھ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے

(آن لائن محفل مورخہ جون ۲۰۲۲ء کی گفتگو سے اقتباسات)

# مکتوبات محمد صدیق ڈار توحیدیؒ

(مورخہ ۸ مئی ۲۰۰۳ء مرکز تعمیر ملت گوجرانوالہ)

(بنام غلام مرتضیٰ صاحب اسلام آباد)

امید ہے آپ مع اہل وعیال و دیگر تمام برادران اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہوں گے۔ چند توجہ طلب امور کے سلسلے میں یہ خط ارسال کر رہا ہوں۔

☆ ایک بھائی ---- کے نام بھی ہوا تھا، چنانچہ ... رہے کہ وہ مکان چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ برادران کو چاہیے کہ جب بھی ان کا ایڈریس تبدیل ہو، مجھے یا ایڈیٹر صاحب کو اطلاع ضرور دیا کریں۔ ---- کا پتہ معلوم کرنے کی کوشش کی جائے اور انہیں بھی بتایا جائے۔

☆ فنڈز کے بارے میں برادران حلقہ ... تعاون ... تعمیر مرکز کا ... بہت بڑا اقدام ہے۔ بھائیوں نے تو زور دیا کہ سب بھائیوں کو حکم دیا جائے کہ اس کے لیے خاص رقم جمع کرائیں لیکن میں نے مہنگائی اور دیگر عوامل کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسا مناسب نہ سمجھا۔ یہاں تو ایک دو بھائیوں نے بڑے ایثار سے کام لیا ہے، ایک نے تو ہزاروں کی رقم کا عطیہ دیا جو کہ میں باقاعدگی کے ساتھ قسطوں میں ادا کر رہا ہوں۔ گزشتہ برس میں نے خود ذاتی طور پر پچاس ہزار روپے مرکز میں ڈالے اپنی پنشن سے ہر ماہ ... روپیہ تعمیراتی فنڈ میں ڈال رہا ہوں۔

آپ بھائیوں کو معلوم ہے کہ شیخ محمد اسلم صاحب نے تعمیر کے کام میں مالی تعاون بھی کیا اور وقت بھی دیا۔ انہوں نے اپنی دکان سے ساٹھ ہزار روپے کی صافی رقم نکال کر تعمیر میں لگائی کہ جو کام شروع کیا ہے ایک خاص مقام تک پہنچ جائے۔ اتفاق سے شیخ صاحب گوجرانوالہ سے دکان چھوڑ کر لاہور چلے گئے اور اب ہم تعمیر ... گوجرانوالہ کے مقروض ہیں اور آہستہ آہستہ اپنا قرض اتار رہے ہیں۔ اس سے مزید تعمیر یا رنگ روغن کا کام بھی شروع نہیں کر سکے۔ مجھے ذاتی طور پر

نذر کے طور پہ بھی کچھ رقم چند معتقدین نے دی۔ میں نے وہ بھی مرشد کے مزار کی نظر کر دی ہے اسی ماہ سا پچاس مد میں شامل کئے ہیں

اس سلسلے میں حلقہ۔۔۔ممبرشپ کا معاملہ درپیش ہے۔ آپ گوشوارہ دیکھ لیجئے اور برادران کا حصہ حلقہ فنڈ میں اسی طرح سالانہ اجتماع فنڈ میں کم از کم یہ ہونا چاہئے کہ حلقہ فنڈ کے برابر رقم اجتماع کے لنگر کے لئے جمع ہو جائے۔ آپ کو معلوم ہی ہے کہ اخراجات کتنے ہوتے ہیں بھئی۔۔۔حلقہ کا حصہ ہونے کے برابر ہو۔

اس سلسلے میں آپ مناسب طریقے سے برادران کو ترغیب و تحریص دلائیں تاکہ اللہ ہمیں قرض سے نجات بھی دے۔ اور جو مزید کام ہم نے کرنے ہیں وہ بھی کر سکیں۔ ہر ماہ یہاں مرکز کا اوسط کل خرچہ۔۔۔ روپے خرچ ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام برادران سرگرمی سے ماہوار چندہ ادا کریں۔ اور ہر ماہ آنا چاہئے۔ اس ماہ کے حلقہ فنڈ کے لئے آپ ہوا۔۔۔حلقہ تو پورا ہی نہیں کر رہا ہوں کہ فوراً بھیجیں لو ساتھ کسی ماہ نہیں ہونا چاہئے۔

امریکہ سے بھائی۔۔۔ ہر ماہ۔۔۔ ڈالر بھیجتے ہیں اور اس کی ہم نے کشمیر شال میں دو کمیٹیاں ڈال رکھی ہیں تاکہ وہ قرض چکایا جا سکے۔ صاحب بہت سے بھائیوں کو اس کارِ خیر میں حصہ لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اس کی جزا دنیا و آخرت میں دے گا۔ کویت والے صاحب کو میں نے لکھا تھا کہ آپ کو کویت اسی لئے بھیجا تھا کہ مرکز کو پیسوں کی ضرورت ہے۔ میں اب بھی بھائیوں سے حکماً وصول کرنا پسند نہیں کرتا۔ اگرچہ بانیٔ سلسلہ نے بھی یہ کیا تھا

ایک اور اطلاع ملی ہے کہ کے متعلق اجتماع میں سے بھی شرکت کی ہے لیکن ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ انہوں نے میری بیعت کی تھی اور پھر اپنا حلقہ بنا لیا۔ لیکن وہ اب اس کا حلقہ نہیں بھائیوں کو ان کی خوش الحانی نہیں ملنی چاہئے۔

برادران کو سلام۔

(مورخہ ۲۹ مئی ۲۰۲۴ء بنام مرکز تعمیر ملت کوئٹہ ارسال)

(بنام غلام مرتضیٰ صاحب اسلام آباد)

آپ کا خط مع جوابات سے آگاہی ہوئی۔ آپ نے ذکر نفی اثبات کی بابت جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ بالکل درست ہے۔ قبلہ حضرت بانی سلسلہ نے طریقہ توحیدیہ میں ذکر کا طریقہ تفصیل سے لکھا ہے۔ دوسری کتابوں میں بھی لکھا ہے اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو اصل فائدہ ملے گا۔ جب تک نفی کے بعد ٹھہرا نہ جائے نفی درست نہ ہوگی اثبات صحیح نہ ہوگا۔ اس سے پہلے بھی "الا اللہ کی ضرب" کے عنوان سے ایک مضمون مجلہ میں لکھ چکا ہوں تاکہ یہ اہم ذکر جو صرف چار الفاظ لا، الہ، الا، اللہ پر مشتمل ہے اور اس کا دم مقامات پر بھی مشتمل ہے ناف، ام الدماغ، دایاں کندھا اور قلب۔ یہ چار مقامات طے ہونے چاہئیں۔ لا الہ کے بعد اچھی طرح وقفہ ہے اور پھر الا اللہ کی ضرب قوت اور جھٹکے کے ساتھ قلب پر لگانی ہے یعنی خیال صرف اللہ کا کرنا ہے۔ لا الہ کے بعد نفی کا وقفہ بھی ضروری ہے اور الا اللہ یعنی اثبات کا وقفہ بھی ضروری ہے۔ سالانہ اجتماع پر میں خود بھی ذکر کا طریقہ بتاتا رہتا ہوں۔ بھائی بھی تفصیل سے بتاتے ہیں۔ مقصد صرف یہی ہوتا ہے کہ سب بھائی کتاب کے مطابق درست طریقہ پر چلیں تاکہ سب حلقوں میں یکسانیت بھی ہو اور ذکر کا صحیح فائدہ بھی پہنچے۔ پھر بھی تھوڑا بہت اختلاف ہو ہی جاتا ہے۔ اصلاح کی کوشش بھی محبت کے ساتھ ہونی چاہئے۔

میں جو بھی دورہ کرتا ہوں تو مختلف حلقوں میں ذکر کے طریقے میں فرق دیکھتا ہوں اور اصل طریقہ کے مطابق چلنے کی تلقین کرتا رہتا ہوں۔

بعض اوقات حلقہ میں کسی کو خادم حلقہ یا ذکر کرانے والے بھائی کے انداز اور ذوق کے مطابق چلنا پڑتا ہے لیکن گھر میں سب کو اپنا ذکر طریقہ توحیدیہ کے عین مطابق کرنا چاہئے

اس پر ساری ذمہ داری خادم حلقہ کی ہے۔ یہ انتظامی معاملہ ہے اور خادم حلقہ کے طور پر سب کو چلنا ہوتا ہے۔ بچے بھی اس کی اطاعت کریں گے۔ نئے بھائیوں کو خادم حلقہ کی جانب سے مجاورین کرام اصلاح و تعلیم کی بات ضرور کریں۔ سلسلہ کی تعلیم اور اس کی روح سے آگاہ کریں۔ انہیں توبہ بھی دیں اور خادم حلقہ کی سفارش پر نئے طالبان کو مرشد کے لیے بیعت بھی کریں۔ ہر حلقے کا انتظامی سربراہ طریقت قلندریہ کے مطابق خادم حلقہ ہی ہوتا ہے۔ کسی حلقے میں مجاور ایک سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں لیکن خادم ایک ہی ہوتا ہے اس سے مراد کسی کو چھوڑنا نہیں ہے۔ اور نہ ہی اسے مسئلہ بنانا چاہیے۔

میں آپ کے مشورہ کے مطابق نئے لوگوں کی تعلیم اور پرانے بھائیوں کی یاد دہانی کے لیے ماہوار مجلہ میں ''درس طریقت'' کے عنوان سے سلسلہ شروع کر رہا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی ''روحانی علاج'' کے عنوان کے تحت مختلف بیماریوں کی قوت توجہ کے اثرات کا بیان ہوگا۔ جو صاحب نے اس سلسلے میں جو عملیات و تجویز فرمائے وہ بھی تحریر کیے جائیں گے اور میں نے خود جو بات کیے وہ بھی لکھیں گے اور تمام بھائیوں کو اس کی اجازت بھی دی جائے گی تاکہ روحانی تصرف کے ذریعے بھی مخلوق خدا کی جو خدمت ہو سکے وہ بھی کی جائے۔

امید ہے صاحب اگلے ہفتے مرکز پر تشریف لائیں گے تو انہیں بالمشافہ صحیح طریقے سے مرکز کی اہمیت بتا دوں گا۔ آپ کے اعمال اکثر جیسے چل رہے ہیں چلنے دیں۔ حلقہ کی ترقی اور وسعت کے لیے دعا بھی کرتے ہیں اور نئے لوگوں کو متعارف کروانے کے لیے جدوجہد جاری رکھیں۔ ہر دو جہان میں اللہ خوش رکھے۔ والسلام

# وصیت نامہ

(ماجد محمود جنیدی)

بانیٔ سلسلہ عالیہ عظیمیہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے اپنی وصیت تیار کرنے کی ذمہ داری ملک کے معروف وکیل رستم ایس سدھوا کو سونپی۔ رستم ایس سدھوا نے یہ قانونی دستاویز تیار کی۔ کئی مرتبہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے تیار کیا ہوا مسودہ پڑھا اور مزید بہتری کی ہدایت کے ساتھ رستم ایس سدھوا کو واپس کر دیا۔ آخر کار 25 مئی 1975ء کو اسے حتمی شکل دے کر رجسٹرڈ کرایا گیا۔

رستم ایس سدھوا ان دنوں ایڈووکیٹ تھے بعد ازاں ہائی کورٹ لاہور، سپریم کورٹ پاکستان، اور انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس میں جج کے عہدہ پر فرائض منصبی سرانجام دیتے رہے۔

حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی یہ وصیت انگریزی میں ہے۔ اس کا ترجمہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔ (ادارہ)

میں، خواجہ عبدالحکیم انصاری ولد حافظ عبدالرحیمؒ، عمر اکیاسی سال، بالغ مسلمان، 92-جی، ماڈل ٹاؤن، لاہور کا رہائشی، اس سے پہلے کی اپنی تمام وصیتیں، وصیتوں سے متعلق ہدایات اور وصیتی دستاویزات منسوخ کرتا ہوں اور اسے اپنی آخری وصیت اور وصیتی دستاویز قرار دیتا ہوں۔

1- سب سے پہلے، اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے، میں جناب عبدالستار ولد حاجی فتح محمد مرحومؒ ذات اعوان، 92-جی ماڈل ٹاؤن، لاہور

کے روحانی تشخص میں پہلے ہی اپنا خلیفہ مقرر کر چکا ہوں کو اپنے اس وصیت نامہ پر عمل کرنے کرانے والا نامزد اور مقرر کرتا ہوں۔

2۔ میرے تمام واجب الادا قرضہ جات اور تجہیز و تکفین کے اخراجات کی ادائیگی کے بعد میں اپنے تحریری اور مادی ورثہ کے بارے میں جو ذیل میں درج ہے، تجویز کرتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ

الف) جناب عبدالستار ولد حاجی علی محمد عمر 47 سال بالغ مسلمان، 92-بی ماڈل ٹاؤن لاہور کے رہائشی کو میرے قرآن شریف، تسبیحیں، دستار، کتابیں اور مخطوطات، عصا، میری عینکیں، گھڑیاں، قلم اور سٹیشنری، بیگ، پرس، بیلٹ اور میرے تمام پہننے کے کپڑے دیے جائیں۔

ب) حلقۂ حبیبیہ ماڈل ٹاؤن لاہور کو میرے تمام حقوق تصنیف اور دوسرے حقوق اور مفادات جو اس میں ہیں اور جو میری تصنیف کردہ تمام کتب اور پمفلٹ سے متعلق ہیں اور تمام تصنیفی رقوم، آمدن اور منافع جو کہ پہلے حاصل کیا جا چکا ہے یا مستقبل میں حاصل ہوگا دیے جائیں گے۔ (یہ میری خواہش ہے کہ تمام ادوار میں بھی ان کے حقوق تصنیف اصلی اور تصنیفی رقوم آمدن اور منافع جو کہ حلقۂ حبیبیہ کے شیخ کی تصنیف کردہ کسی کتاب یا پمفلٹ سے حاصل ہوا سے حلقہ تک ہی جانا چاہیے)۔

ج) میرے قانونی ورثاء کو میری بقیہ جائیداد بشمول رقوم جو میرے ذاتی بچت بینک اکاؤنٹ نمبر 154- کے نیشنل بینک آف پاکستان ماڈل ٹاؤن لاہور میں ہے، بیان کردہ بقیہ جائیداد کو میری وصیت پر عمل کرنے کرانے والا شریعت کے مطابق تقسیم کرے۔

اس موقع پر میں بیان کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے محکمہ تملیک کی جانب سے فرید آباد انڈیا میں اپنی اراضی جو میرا چھوڑنے کے نقصان کی تلافی کیلئے جمع کرائے گئے میرے دعویٰ کے عوض ماہوں میں ایک گھر اور پانچ ہزار روپے ملے۔ بعد میں یہ گھر میں نے پندرہ ہزار روپے میں فروخت کیا۔ یہ کل رقم بیس ہزار روپے بمع دو ہزار روپے مزید جو کہ میں نے اپنی ذاتی آمدن سے اس میں جمع کی۔ یہ میں نے اپنی دو بیٹیوں کی بہتری کیلئے تحفتاً جنرل پوسٹ آفس لاہور میں دو پوسٹ آفس بچت اکاؤنٹ کھلوا کر ان میں اس طرح جمع کرائے۔

محترمہ عابدہ بیگم کیلئے بچت اکاؤنٹ نمبر 3106۔بی میں مبلغ بارہ ہزار روپے

محترمہ راحیلہ بیگم کیلئے بچت اکاؤنٹ نمبر 13271۔بی میں مبلغ دس ہزار روپے

یہ تحائف میری بیٹیوں نے قبول کیے تھے اسلئے یہ رقوم میری دو بیٹیوں کی ملکیت ہیں اور میری ذاتی جائیداد کا حصہ نہیں ہیں۔ اس طرح دونوں نے آباؤ اجداد کی جائیداد میں اپنی زندگی میں ہی وراثت کا حصہ لے چکی ہیں۔ اگرچہ وہ میری وفات تک اس کی مالک رہنے کی پابند تھیں۔ یہاں کوئی دوسری منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد میری ذاتی ملکیت نہیں ہے اب ان کے مزید کسی غیر منقولہ جائیداد کے کوئی دعوے نہیں ہیں۔ معمولی سا جو میں کسی بھی نقدی، اشیاء یا جائیداد کی صورت میں پیچھے چھوڑ جاؤں گا وہ اوپر بیان کردہ سب میرے "..." کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ حالانکہ حسب منشا میرے کسی بھی وارث کے کسی بھی خسارے کا ذمہ دار نہ ہوگا۔

3۔ میں تصدیق کرنا چاہتا ہوں اور بیان کرتا ہوں کہ بنگلہ نمبر 92۔ڈی ماڈل ٹاؤن لاہور (بمع عمارت میں لکڑی کا کام، لنگر، چھت کے پنکھے، سینیٹری سے متعلقہ اشیاء وغیرہ جو اس میں ہیں) قطعہ اراضی کے ساتھ جو عام طور پر "آستانہ حمیدیہ" کہلاتا ہے، میری ملکیت

نشن ہے ورنہ یہ میری ذاتی جائیداد ورثے کے کئی جزو پر مشتمل ہے۔ یہ آستانہ میرے روحانی شاگردوں (مریدین) اور ہمدردوں سے فنڈز وصول کر کے اکٹھے کر کے حلقہ توحیدیہ کیلئے ایک مرکز کے مقصد کے تحت بنایا تھا جسے میں شروع کر چکا تھا۔ میں نے یہ حلقہ 1953 میں شروع کیا اور تب سے اس کے واحد سربراہ کے طور پر میں اس کے انتظامات اور سرگرمیوں کا نگران ہوں۔ حلقہ کے مقاصد جیسے کہ "طریقت توحیدیہ" کے عنوان سے ایک کتابچہ میں بیان ہیں جو کہ میں لکھ چکا ہوں اور جو کتابچہ توحید کے اصولوں پر یعنی میرے روحانی فلسفہ کی بنیادی وضاحت کرتا ہے۔ میرے روحانی شاگردوں (مریدین) کی مسلسل اور نیک خواہشات سے میں اور عبدالستار اپنے کنبہ کے ساتھ ماڈل ٹاؤن میں اس آستانہ میں منتقل ہوئے اور اس میں اپنی رہائش رکھی۔ میں حلقہ کی تنظیم اور اس کے معاملات چلانے کیلئے اور عبدالستار اس ضمن میں میرا ساتھ دینے کیلئے اس وجہ سے 17 مارچ 1973ء سے دونوں میں اور عبدالستار اپنے کنبہ کے ہمراہ مذکورہ "آستانہ توحیدیہ" میں رہتے رہے ہیں اور بیرونی مقامات سے حلقہ کے ارکان لاہور میں اپنی مختصر روحانی اقامت کے لئے ہمارے ساتھ بطور مہمان رہتے رہے ہیں۔ اس لئے یہ بنگلہ حلقہ توحیدیہ کی ملکیت ہے اور یہ میری وصیت اور تجویز ہے کہ میری وفات کے بعد بنگلہ نمبر 92-بی ماڈل ٹاؤن جو کہ عام طور پر "آستانہ توحیدیہ" کے طور پر جانا جاتا ہے ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو سوسائٹی کی کتابوں میں حلقہ توحیدیہ کے نام پر منتقل کر دیا جائے گا۔ تاہم آسانی کیلئے اگر ضرورت ہو تو جناب عبدالستار کا نام مذکورہ کوآپریٹو سوسائٹی کے ارکان کے رجسٹر میں درج کیا جا سکتا ہے۔ بنگلہ نمبر 92-بی تو کبھی بھی جناب عبدالستار کی اور نہ ہی بعد میں آنے والے کسی بھی حلقہ توحیدیہ کے روحانی پیشوا کی ذاتی جائیداد ہو گا۔ میں مزید بیان کرتا ہوں کہ میری وفات کے بعد مذکورہ آستانہ توحیدیہ کی

استعمال ہوگا جیسے پہلے سے اب تک استعمال ہوتا رہا ہے، جیسے حلقہ کی سرگرمیوں کے لیے، روحانی نگران سربراہ کی رہائش کے لیے، (جیسے عبدالستار اپنے کنبہ کے ساتھ) اور حلقۂ حیدریہ کے ارکان کی عارضی رہائش بطور مہمان کے لئے جیسے حلقہ کے روحانی پیشوا سے ملنے کے لیے لاہور میں ایک مختصر روحانی اقامت ہو سکتی ہے یا جو حلقہ کی سرگرمیوں سے منسلک ہیں۔ حلقہ کے روحانی سربراہ کو ہر وقت حلقہ کی سرگرمیوں اور آستانہ میں آنے والے ارکان اور بیرونی عناصر سے پوچھ گچھ کرنے، اجازت دینے یا داخلے سے روکنے و رسختی سے کا مکمل حق حاصل ہوگا۔ حلقہ کے معاملات اور اس کی املاک و اثاثوں کا مکمل کنٹرول بھی حلقہ کے روحانی پیشوا کے پاس ہوگا۔ اگر وہ ضرورت محسوس کرے تو وہ اپنے اختیارات کسی ایک فرد یا افراد کے ساتھ شریک کر سکتا ہے یا سونپ سکتا ہے اور حسب خواہش انہیں منسوخ کرنے کے مکمل اختیارات رکھتا ہے۔

4- مزید میں تصدیق کرتا ہوں اور بیان کرتا ہوں کہ مجھے میرے روحانی شاگردوں (مریدین اور رضاکاروں) کی طرف سے حلقۂ حیدریہ کے مقاصد کے لیے وقتاً فوقتاً عطیات، چندے اور تحائف کی صورت میں چند رقوم موصول ہوتی ہیں۔ یہ رقوم میرے پاس ایک امانت کے طور پر رہتی ہیں اور ہمیشہ حلقۂ حیدریہ کے اکاؤنٹ کی کتب میں سادگی اور مکمل طور پر درج ہوتی ہیں۔ حلقۂ حیدریہ کا اکاؤنٹ کی کتب حلقہ کے مالیاتی امور کی سچی تصویر پیش کرتی ہیں۔ میں نے عطیات، چندے اور تحائف کی تمام رقوم حلقہ کی خاطر وصول کی ہیں۔ اگر یہ پیسے خرچ نہیں کی جا چکی ہیں تو یہ مسلم کمرشل بینک لمیٹڈ، مال روڈ، لاہور میں مشترکہ رقم اکاؤنٹ بنام "خواجہ عبدالحکیم انصاری اور عبدالستار" میں جمع کی جاتی رہی ہیں۔ اس مشترکہ اکاؤنٹ کی رقم کا کوئی حصہ میری یا عبدالستار کی ملکیت نہیں ہے۔ اگرچہ وہ اور میں

دونوں مشترکہ طور پر اس اکاؤنٹ کو چلانے والے ہیں۔ اسی طرح میری وفات کی تاریخ کو پہلے سے بیان کردہ مسلم کمرشل بینک مال روڈ لاہور مشترکہ اکاؤنٹ میں موجود رقوم بلا شرکت غیرے حلقہ کی ملکیت ہوں گی اور حلقہ فنڈ کے طور پر تصور ہوں گی۔ اس لیے یہ میری وصیت اور تجویز ہے کہ میری وفات کے بعد مسلم کمرشل بینک مال روڈ لاہور میں مشترکہ کرنٹ اکاؤنٹ بنام ''خواجہ عبدالحلیم انصاری اور عبدالستار'' حلقۂ توحیدیہ کا فنڈ تصور ہوں گی اور حلقہ توحیدیہ کے نام سے ایک نئے اکاؤنٹ میں منتقل کی جائیں گی جو کہ عبدالستار اپنے نام اور امداد سے چلائیں گے جیسے میں نے اپنی زندگی میں چلایا۔ جناب عبدالستار اپنے مریدین میں سے ایک ذمہ دار فرد کو اپنے ساتھ مشترکہ طور پر بینک اکاؤنٹ چلانے کے لیے نامزد کریں گے، جس کا نام وہ مشترکہ طور پر اپنے ساتھ حلقہ فنڈ چلانے کے لیے بینک کو دیں گے۔ میں یہ وصیت کرتا ہوں اور تجویز کرتا ہوں کہ حلقہ فنڈ اور مالیاتی امور ہمیشہ حلقۂ توحیدیہ کے روحانی سربراہ اور ان کے نامزد کردہ حلقۂ توحیدیہ کے ایک دوسرے ذمہ دار رکن، جو کسی طرح بھی اس سے متعلق نہ ہو (جیسے کہ روحانی سربراہ)، مشترکہ طور پر چلائیں۔

مزید یہ کہ مستقبل میں حلقۂ توحیدیہ کے فنڈ میں سے یا اس کے ذریعے خریدی گئی یا حلقۂ توحیدیہ کو یا اس کے مقاصد کے لیے تحفے میں دی گئی تمام املاک ہمیشہ حلقۂ توحیدیہ کی ملکیت تصور ہونی چاہئیں نہ کہ حلقہ کے روحانی پیشوا یا کسی کے، اس پر کوئی دعوے نہیں ہونے چاہئیں۔

5۔ میں تجویز کرتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ میرا روحانی بچہ اور میرا روحانی چیف بیٹے بچے، پیارے، بہتر اور قابل شاگرد اور مرید محمد عبدالستار ولد حاجی علی محمد کو سونپتا ہوں جسے میں پہلے ہی اپنی زندگی میں اپنا مطلق روحانی خلیفہ بیان کر چکا ہوں۔ اور اپنی وفات کے بعد حلقہ توحیدیہ کے روحانی سربراہ کا منصب سنبھالنے کے لیے نامزد کر چکا ہوں اور میں درخواست

کرتا ہوں کہ میری وفات کے چالیسویں دن (چہلم) میرے روحانی شاگرد (مریدین) اور ہمدرد میرے بچے، بہتر اور قابل قدر خلیفہ جناب عبدالستار کی بطور میرے قانونی جانشین دستار بندی کی تقریب منعقد کریں گے۔ اللہ کے فضل و کرم سے جو نہایت مہربان اور رحم والے ہیں، ہمارے پاک پیغمبر اور ان کے صحابہ کرام و میرے فیض سے اسے میری گدی پر بٹھائیں گے اور اسے میری جگہ اپنے روحانی سربراہ و رہنما کے طور پر اور حلقۂ حبیبیہ کے واحد روحانی سربراہ کے طور پر تسلیم کریں گے۔ اس تقریب میں ہمارے بچے پیارے، بہتر اور قابل قدر بھائی عبدالستار کو میرا قرآن شریف، چغہ (شرٹ)، دستار، تسبیحیں، کتب اور مخطوطات پیش کیے جائیں گے۔ میری خواہش ہے اور دعا کرتا ہوں کہ عبدالستار میرے جانشین کے طور پر، حلقہ کے بہتر انتظام کیلئے، روحانی روشنی پھیلانے کے لیے ارکان اور ایسے دوسرے جو ان کے پاس راہنمائی اور دستگیری کے لیے آئیں ان کی بہتری کے لیے میرے بنائے گئے اصول اور عقائد کی پابندی کریں گے۔

6۔ میں امید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ عبدالستار اپنی باری پر جب مناسب وقت آجائے، اپنی صوابدید پر اس وقت کی صورتحال کے مطابق جس طریقے سے بہتر سمجھے، اپنے روحانی چغہ، حلقہ اور اس کی سرگرمیوں کی ذمہ داری سنبھالنے کے لیے اپنے خاندان سے باہر کے کسی فرد کو اپنا جانشین مقرر کرے گا۔ تاہم یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ حلقۂ حبیبیہ کے روحانی پیشوا کے منصب کی جانشینی ہمیشہ کے لیے غیر وراثتی رہے گی اور کوئی روحانی پیشوا اس بلند منصب کے لیے ان اشخاص میں سے کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کر سکے گا جو اس کے خاندان کے افراد ہوں۔ جانشین ہمیشہ وہ شخص بن سکے گا جو بالکل باہر کا آدمی ہو۔ نہ کوئی ایسا فرد جس کا آخری روحانی پیشوا کے خاندان کے ساتھ کسی قسم کا کوئی رشتہ ہو۔

حلقۂ توحیدیہ کے روحانی پیشوا کے بلند منصب کی جانشینی کیلئے بنیادی اہمیت کا اصول رہے گا۔ میں امید رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اس اصول کی پیروی کی جائے گی اور اس پر سختی کے ساتھ کاربند رہا جائے گا۔

7　آخر میں، میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ جو نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے، عبدالستار پودمیر سے تمام روحانی شاگردوں، دوستوں اور ہمدردوں پر اور ان کے گھرانے کے ہر ایک فرد پر اپنی منتخب ترین نعمتوں کی بارش فرمائے اور وحدانیت کے لیے اپنی بے مثال محبت کے وسیلہ سے انہیں سچا راستہ دکھائے، راہنمائی کرے اور ہر ممکن رستہ سے ان کی حفاظت فرمائے۔

اس کی گواہی میں، میں نے اس وصیت نامہ کی دستاویز پر لاہور میں 25 مئی 1975 کو زیر دستخطی گواہان کی موجودگی میں دستخط کیے جنہوں نے اس وصیت نامہ پر میری موجودگی میں اور ایک دوسرے کی موجودگی میں دستخط کیے۔

دستخط وصیت کرنے والا:

| | |
|---|---|
| گواہ | گواہ |
| نام: ____________ | نام: ____________ |
| پتہ: ____________ | پتہ: ____________ |

رستم ایس سدھوا ایڈووکیٹ

کیدر بلڈنگ میکلوڈ روڈ لاہور

# گناہوں کے نقصانات اور ان کا علاج

(امام ابن قیم الجوزیؒ)

## گناہ سے نور بصیرت بجھ جاتا ہے

گناہ کا ایک سخت عذاب اور نقصان یہ ہے کہ گناہ نور بصیرت کو بجھا دیتا ہے، اور علم کی راہوں کو مسدود کر دیتا ہے اور مواد ہدایت کو روک دیتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ جب امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں باریاب ہوئے اور ان کے چہرے پر آثار سعادت کو دیکھا تو امام مالکؒ نے امام شافعیؒ کو یہ الفاظ وصیت فرمائی۔

ترجمہ یعنی "میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے نور فطرت عطا فرمایا ہے، اسے کہیں گناہوں کی ظلمت سے بجھا نہ دینا۔"

مطلب یہ ہے کہ نور بصیرت بتدریج کمزور ہوتا جاتا ہے، اور ظلمت معصیت ترقی کرتے کرتے دل کو شب تاریک کی طرح سیاہ بنا دیتی ہے۔ تب وہ شخص کئی ایک ہلاکتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے مگر وہ اس اندھے کی طرح ہے جو رات کو کسی ہلاکت خیز راستہ پر چل پڑتا ہے پس جو شخص ایسی ہلاکت سے محفوظ ہے اس کی حالت کا اس شخص کی حالت سے مقابلہ کرنا چاہیے جو اس ہلاکت میں مبتلا ہے۔ یہ ہلاکت آہستہ آہستہ قلب سے تجاوز کر کے گناہ کرنے والے شخص کے جوارح و اعضاء پر ظاہر ہونے لگتی ہے چنانچہ جس قدر وہ زیادہ اور قوی ہوتی ہے اسی قدر چہرہ پر اس کے آثار نمایاں ہوتے ہیں، اور چونکہ موت کے وقت وہ پورے طور پر ظاہر ہوتی ہے اس لئے برزخ میں بھی اس کا ظہور ہوتا ہے، جیسے ایک حدیث پاک میں نبی پاک ﷺ کا ارشاد مبارک ہے "یہ قبریں اہل قبور پر ظلمت سے بھری گئی ہیں، اور میری دعا

سے اللہ تعالیٰ انہیں روشن کرے گا۔" (احمد، مسلم) جب قیامت کا دن ہوگا اور حشر و نشر ہوگا۔ یہی ظلمت گناہ کرنے والوں کے چہروں پر نمایاں ہوگی جس کو سب لوگ دیکھیں گے۔

ہائے افسوس! وہ ایسا بدترین عذاب ہوگا کہ دنیا کی تمام فانی لذتیں مل کر بھی اس کا ہم پلہ نہیں ہو سکیں گی۔ ایک سمجھدار اور ذی ہوش آدمی بھلا کیسے ناپائیدار لذت میں بڑے برے عذاب کا تصور کر سکتا ہے جس کا سامنا خواب و خیال میں بھی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ اللہ المستعان

گناہ کا ایک عظیم نقصان یہ ہے کہ گناہ نفس کو حقیر، ذلیل اور ناقص بنا دیتا ہے اور اسے فسق و فجور اور جہالت کے حجابات میں مستور کر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ بگڑ کر ذلیل سے بڑھ کر ذلیل اور حقیر سے بڑھ کر حقیر ہو جاتا ہے جیسا کہ عبادت اس کو عزت اور مکرم بنا دیتی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "قد افلح من زکاھا وقد خاب من دساھا" (الشمس: 9، 10)

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے نفس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے آراستہ کیا اور اس کو پاک کیا وہ فلاح و کامیاب ہو گیا، اور جس نے ذکر الٰہی سے اس جوہر و طہارت کو ضائع کیا بلکہ اللہ کی نافرمانی سے اس کو حقیر و ذلیل اور گناہ کے پردوں میں مستور رکھا وہ دیوالیہ ہو گیا۔ لفظ "دساھا" کا مصدر تدسیہ ہے جس کے معنی اخفاء کے ہیں، کیونکہ گناہ کرنے والا بھی اپنے نفس کو گناہ کے پردہ میں پوشیدہ رکھتا ہے، اور اس کو صاحب حقیقی سے محجوب بنا دیتا ہے جس سے وہ اپنی نظر میں خود اور اللہ تعالیٰ اور نیز تمام مخلوق کے نزدیک ذلیل ہو جاتا ہے۔ طاعت و عبادت سے نفس کی عزت و عظمت بڑھتی ہے اور وہ تمام چیزوں سے عزیز ہو جاتا ہے اور اس کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تو حقیر و ذلیل خیال کرتا ہے مگر یہی امر اس کی عزت و شرافت کا موجب ہو جاتا ہے۔ پس گناہ سے بڑھ کر کوئی ذلت نہیں اور طاعت خداوندی سے بڑھ کر کوئی رفعت، شرافت اور کرامت نہیں۔

﴿فصل﴾

### گناہ گار ہمیشہ شیطان کے جال میں پھنسا رہتا ہے:

گناہ کے دیگر نقصانات میں سے ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے والا ہمیشہ شیطان کے جال و پھندے میں گرفتار رہتا ہے اور وہ خواہش نفس کے زندان سے کبھی رہائی نہیں پاتا اور ہوا و حرص کی زنجیر میں جکڑا رہتا ہے اور ایسا اسیر جس کا حال کوئی ایسا ہوگا جس کو دشمن اعظم (نفس امارہ) اپنا اسیر بنالے اور زندانِ خواہش سے بدتر اور کوئی زندان ہو سکتا ہے اور ہوائے نفس کی زنجیر سے زیادہ سخت اور کوئی زنجیر ہو سکتی ہے؟ یہی وہ قید و بند ہیں جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کی طرف رجوع کرنے سے روک دیتے ہیں، جس کی وجہ سے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا، جب قلب اس طرح مقید ہو جاتا ہے تو ہر جانب سے اس کو آفات گھیر لیتی ہیں۔ الغرض قلب کی مثال پرندے جیسی ہے کیونکہ جس قدر وہ بلندی پر پرواز کرتا ہے اسی قدر آفات سے محفوظ رہتا ہے اور جب وہ نیچے آتا ہے تو کئی ایک آفتوں میں گھر جاتا ہے۔ حدیث رسول ﷺ ہے

﴿ اَلشَّيْطَانُ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ ﴾

یعنی "شیطان انسان کے لئے بھیڑیے کی طرح ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح وہ بکری جو محافظ اور حفاظت نہیں چاروں طرف سے بھیڑیوں میں گھری ہو، بہت جلد ہلاک ہو جاتی ہے اسی طرح جب انسان کے قلب پر اللہ کی طرف سے نگہبان نہ ہو تو اس کا بھیڑیا سے چیر پھاڑ دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نگہبانی کرنے والی چیز صرف تقویٰ ہے کیونکہ تقویٰ قلب اور شیطان کے درمیان اس طرح کی ایک آہنی دیوار ہے جس طرح وہ دیوار آخرت کے عذاب سے بچنے

کے لئے ایک قسم کی مضبوط ڈھال ہے، اور یہ امر مسلّم ہے کہ بکری جس قدر چرواہے کے قریب اور اس کے پاس رہے گی اسی قدر وہ بھیڑیے کی زد سے محفوظ رہتی ہے، اور جس قدر دور ہوتی ہے، اسی قدر اس کی جان خطرے میں ہوتی ہے پس بکری تب تک ہی امن میں رہے گی جب تک وہ چرواہے کے زیر نظر ہے، اور دور چلی جانے والی بکری پر بھیڑیا ضرور قابو پا لیتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قلب جس قدر اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اسی قدر اس سے ہر طرح کی آفات و مصائب دور رہتے ہیں اور جس قدر اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا چلا جاتا ہے اسی قدر اس پر مختلف قسم کی آفتیں مصیبتیں قابو پا لیتی ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جانے کے کئی مراتب ہیں۔

بعض مراتب بعض سے زیادہ سخت ہیں، مثلاً غفلت، یہ بھی اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب ہے، اور معصیت غفلت سے بڑھ کر دوری کا باعث ہے، اور بدعت معصیت سے بھی بڑھ کر دوری کا موجب ہے جبکہ نفاق اور شرک سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے بعد اور دوری کا ذریعہ ہیں۔

گناہوں کا ایک زبردست نقصان یہ ہے کہ گناہ سے گناہگار کی قدر و منزلت اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کی نظروں میں بالکل گر جاتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی شخص سب سے زیادہ باعزت شمار ہوتا ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو، اور سب سے زیادہ مقرب اس کے نزدیک وہی سمجھا جاتا ہے جو سب سے زیادہ فرمانبردار ہو۔ لہٰذا جس قدر انسان طاعت میں ترقی کرتا ہے اسی قدر اللہ کے نزدیک اس کا مقام و مرتبہ بڑھتا ہے، اور جب اس کی نافرمانی اور اس کے حکم کی خلاف ورزی کرنے لگتا ہے تو اس کی نظرِ رحمت سے محروم اور ساقط ہو جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ بندوں کے دلوں سے بھی اس کی قدر نکال دیتے ہیں۔ جب اس کا لوگوں کی نظر

میں یہ حال ہو جاتا ہے تو وہ اس کے ساتھ اسی کے مطابق سلوک کرنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ایک بدترین زندگی بدنامی اور قابلِ نفرت ہو کر ذلیل ہو جاتا ہے۔ اسے کسی قسم کی راحت و خوشی حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس حالت میں ہر قسم کا غم و حزن لازمی امر ہے۔ جس کے ساتھ کسی قسم کی خوشی نہیں ہوتی۔ اس رنج و غم و ذلت کو کتنا دور رکھنا نعمت یہ ہے کہ وہ جہاں قوم میں نیک نام اور باعزت شمار کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے نبی و رسل علیہم السلام کو ایک ایسی خاص عزت عطا فرمائی ہے جو کسی غیر کو حاصل نہیں ہو سکتی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان انبیاء علیہم السلام کو ایک خاص خصوصیت بخشی ہے اور وہ ہے ذکر جمیل، جس کی وجہ سے وہ دنیا میں اچھے الفاظ میں یاد کیے جاتے ہیں اور ذکر جمیل سے وہی لسان صدق مراد ہے" (ص ۴۵، ۴۶)

جس کے متعلق حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ رب العزت میں یوں التجا کی تھی:

﴿وَاجْعَلْ لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ﴾ (الشعراء ۸۴)

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرماتے ہیں

﴿وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا﴾ (مریم ۵۰)

اور اپنے محبوب نبی ﷺ کو مخاطب کر کے اس طرح فرمایا

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (الم نشرح ۴)

ثابت ہوا کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی کامل اتباع سے انسان اس عزت و اکرام کا وارث شمار ہوتا ہے جو انہیں حاصل تھی اور جو شخص ان کی مخالفت کرتا ہے وہ ان کی مخالفت کے

مطابق اسی قدر ذلت کا مستوجب ہوتا ہے۔

**ہر مرض کا علاج ہے:**

صحیح بخاری میں حدیث ابوہریرہؓ ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

ترجمہ: یعنی "اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی شفا نازل کی ہے۔"

صحیح مسلم میں حدیث جابر بن عبداللہؓ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

ترجمہ: یعنی "ہر بیماری کا علاج ہے، اور جب دوا پہنچتی ہے تو اللہ کے حکم سے بیماری دور ہو جاتی ہے"

مسند احمد میں حدیث اسامہ بن شریکؓ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

ترجمہ: یعنی "یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی شفا نازل کی ہے۔ جاننے والے اس کو جانتے ہیں اور نہ جاننے والے نہیں جانتے۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ ترجمہ: یعنی "اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی شفا یا علاج رکھا ہے سوائے ایک بیماری کے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لاعلاج بیماری ہے؟ فرمایا بڑھاپا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

**جہالت کا مرض اور اس کا علاج** نبی کریم ﷺ نے جہالت و ناواقفیت کو ایک حدیث مبارک میں بیماری اور مرض قرار دیا، اور اہل علم سے پوچھنا اس کا علاج بتایا، اور یہ علاج قلب و روح اور جسم و بدن دونوں کے امراض کو شامل ہے، چنانچہ امام ابوداؤدؒ نے "سنن ابی داؤد" میں حدیث جابرؓ بن عبداللہ نقل کی ہے، حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: ہم لوگ ایک سفر میں نکلے راستہ میں ہم میں سے ایک آدمی کو سر پر پتھر لگا جس سے اس کا سر زخمی ہو گیا،

پھر اتفاق سے اسے احتلام بھی ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے مسئلہ دریافت کیا کہ مجھے بتائیں کہ میں اپنے حال میں تیمم کر سکتا ہوں؟ ساتھیوں نے کہا تمہیں تیمم کی اجازت نہیں ہے اس لیے کہ تم پانی استعمال کر سکتے ہو، چنانچہ اس نے غسل کیا اور اس صدمے سے فوت ہو گیا، جب ہم لوگ سفر سے واپسی پر نبی محترم و مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ آنجناب کو سنایا تو آپ نے فرمایا "ساتھیوں نے اس کو مار ڈالا، اللہ ان کو مارے، جب وہ مسئلہ نہیں جانتے تھے تو پوچھ کیوں نہ لیا کیونکہ ناواقفی کی شفا پوچھ لینے ہی میں ہے، اس (زخمی) کے لیے تو بس تیمم ہی کافی تھا اور زخم پر کوئی پٹی باندھ لیتا، پھر اس پٹی پر مسح کر لیتا، اور باقی جسم دھو لیتا۔" معلوم ہوا کہ جہالت یعنی ناواقفیت بھی ایک مرض ہے جس کا علاج اہل علم سے سوال کر لینا ہے۔

**قرآن حکیم باعث شفاء ہے:** اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں قرآن حکیم کا باعث شفاء ہونا ذکر فرمایا ہے، ارشاد الٰہی ہے:

ترجمہ: یعنی "اگر ہم اس کو عجمی (زبان کا) قرآن بناتے تو یوں کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف کیوں نہیں بیان کی گئیں۔ یہ کیا بات کہ عجمی کتاب اور عربی رسول۔ آپ کہہ دیجئے کہ یہ قرآن ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے۔" (حم السجدہ 44)

نیز فرمایا: ترجمہ: یعنی "ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں تو شفاء اور رحمت ہے۔" (الاسراء 83)

یہاں "من" تبعیض کے لئے نہیں بلکہ بیان جنس کے لئے ہے، اس لئے کہ سارا قرآن پاک ہی باعث شفاء ہے، جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا گیا لہٰذا یہ قرآن جہل اور ریب و شک جیسے امراض قلب کے لئے شفاء کا ذریعہ ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ازالہ مرض

کے لئے قرآن سے بڑھ کر کوئی چیز نیز وہ نافع، مفید، عظیم اور کارگر دوا شفا عطا نہیں فرمائی۔ چنانچہ صحیحین میں حدیث ابی سعیدؓ موجود ہے۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کو ایک سفر پیش آیا سفر کے دوران عرب کے ایک محلّہ میں پڑاؤ ڈالا، اہل محلّہ سے ضیافت چاہی مگر انھوں نے مہمان بنانے سے انکار کر دیا، اتفاق سے محلہ کے سردار کو سانپ وغیرہ نے ڈس لیا، چنانچہ سب لوگوں نے ہر طرح کا علاج کیا مگر کوئی شے کارگر ثابت نہ ہوئی کسی نے کہا: اگر اس محلّہ میں آئی ہوئی جماعت کے پاس جایا جائے تو بہتر ہوگا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ان کے پاس اس کا کوئی علاج ہو، چنانچہ اہل محلّہ صحابہؓ کی جماعت کے پاس آئے اور آکر کہنے لگے: اے جماعت کے لوگو! ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے، ہم نے اس کے علاج میں ہر طرح کی کوشش کر لی مگر کسی چیز سے اس کو نفع نہیں ہو رہا ہے، کیا تم میں سے کسی کے پاس اس کے علاج کی کوئی صورت ہے؟ (ہم بہت پریشان ہیں) جماعت کے ایک فرد نے جواب میں کہا: بخدا! میں دم کر سکتا ہوں لیکن واللہ! تم لوگ بے مروت ہو، ہم نے ضیافت تم سے چاہی تھی مگر تم نے ہمیں مہمان بنانا قبول نہیں کیا لہٰذا جب تک تم اس پر اجرت مقرر نہیں کرو گے میں دم نہیں کروں گا، چنانچہ بکریوں کے ایک ریوڑ پر مصالحت ہو گئی۔ وہ صحابی اس سردار پر سورۂ الحمد شریف پڑھ کر دم کرتے رہے حتیٰ کہ وہ ایسا ٹھیک ہو گیا کہ جیسے رسی میں بندھا تھا اور اب دم کرنے سے وہ رسی کھل گئی، اور ساری بیماری دور ہو گئی، اور چلنے لگا، اور پھر ان لوگوں نے مصالحت کردہ اجرت پوری پوری ادا کر دی، صحابہؓ کی جماعت میں سے کسی نے کہا کہ یہ مال آپس میں تقسیم کرلو تو دم کرنے والے نے کہا کہ جب تک حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ ذکر نہیں کیا جاتا اور آپ کا حکم معلوم نہیں کر لیا جاتا ایسا نہیں کرنا چاہئے، چنانچہ صحابہؓ کی وہ جماعت رسول اللہ ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوں اور سارا واقعہ بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ سورہ فاتحہ بھی دم ہے؟" پھر فرمایا: "تم نے ٹھیک کام کیا، یہ مال آپس میں بانٹ لو اور میرا حصہ بھی اپنے ساتھ رکھنا۔"

دیکھئے اس دوا نے اس مرض میں اپنا اثر دکھایا اور اس کو زائل اور کالعدم کر دیا، یہ سورۂ فاتحہ سب سے سہل اور آسان دوا و علاج ہے۔ اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ کے ذریعے حسنِ علاج کرے تو دوا میں عجیب تاثیر دیکھے گا۔ خود میرے ساتھ واقعہ پیش آیا، مکہ مکرمہ میں امراض سے دوچار رہا اور یونہی ایک عرصہ تک پڑا رہا، نہ کوئی معالج تھا اور نہ ہی دوا۔ اس میں اپنا علاج سورۂ فاتحہ سے کرتا رہا چنانچہ میں ٹھیک ہو گیا۔ میں اس سورہ کی عجیب تاثیر پاتا۔ یہی وجہ ہے کہ جو کوئی میرے سامنے کسی بھی درد، تکلیف کی شکایت کرتا ہے میں اسے سورۂ فاتحہ کا بتاتا ہوں، بہت سوں کو بہت جلد اس کے ذریعہ شفائیں نصیب ہوتی ہیں۔

☆ لیکن یہاں ایک امر قابلِ توجہ ہے کہ یہ اذکار، آیات اور دعائیں جن کے ذریعہ دم وغیرہ کیا جاتا ہے اور طلبِ شفا کی جاتی ہے یہ آیات و ادعیہ فی ذاتہا نافع اور باعث شفا ہیں، درحقیقت یہ اذکار و تعویذ محل کی قبولیت اور فاعل کی ہمت و قوت اور اس کی تاثیر کا تقاضا کرتے ہیں، شفا میں تخلف اصل میں فاعل کی تاثیر کے ضعف اور منفعل (محل) کے قبول نہ کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے، یا پھر کوئی قوی مانع ہوتا ہے جو دوا کا اثر ظاہر ہونے میں رکاوٹ ہوتا ہے، جیسا کہ یہ امر دوسری حسی امراض و علاج میں بھی واقع ہے۔ جس کا سبب کبھی تو طبیعت کا اس دوا کو قبول نہ کرنا ہوتا ہے اور کبھی کوئی قوی مانع موجود ہوتا ہے جو اس دوا کی تاثیر سے روکنے کا سبب ہوتا ہے، کیونکہ (یہ اصول ہے کہ) انسانی طبیعت جب مکمل طور پر دوا کو قبول کر لیتی ہے تو بدن کو اس سے فائدہ اس کی قبولیت کے مطابق حاصل ہوتا ہے۔ یہی حال قلب کا ہے کہ جب

قلب انسانی تعویذ یا دم وغیرہ کو قبولیت تام کے ساتھ قبول کرتا ہے اور تعویذ یا دم کرنے والا باہمت و باعمل ہوتا ہے تو یہ چیز اس مرض کے ازالہ میں موثر ہو جاتی ہے۔

**دُعا مصیبت کو دور کرتی ہے:** یہی حال دعا کا ہے، کیونکہ دعا دفع مصیبت و حصول مراد میں قوی ترین سبب کا درجہ رکھتی ہے لیکن کبھی دعا کا اثر پیچھے رہ جاتا ہے۔ (۱) اس کی وجہ تو دعا کا ضعیف ہونا ہوتا ہے یوں صورت کہ وہ دعا کسی ایسی ناموافق چیز کی ہونے کی وجہ سے عند اللہ ناپسندیدہ ہوتی ہے۔ (۲) کبھی اس کی وجہ قلب کا ضعف، اس کا متوجہ الی اللہ نہ ہونا اور بوقت دعا خاطر جمعی حاصل نہ ہونا ہوتا ہے۔ یہ ایسی ہی ہے جیسے کوئی کمان بہت ہی ڈھیلی ہو، ظاہر ہے اس سے نکلنے والا تیر بھی زیادہ دور نہیں جا سکے گا۔ (۳) یا پھر قبولیت دعا سے کوئی چیز مانع ہے جیسے حرام کھانا، دل کا زنگ آلود ہونا، اس پر غفلت، شہوت اور لہو و لعب کا مسلط ہونا۔ مستدرک حاکم میں حدیث ابی ہریرہؓ ہے کہ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا

"تم قبولیت دعا کا یقین رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو۔"

**غافل کی دُعا** یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور لاپرواہ شخص کی دعا قبول نہیں فرماتے۔ دعا اگرچہ مرض کے ازالہ کے لیے دافع ہوا ہے لیکن دعا کی قوت اللہ سے غفلت کی وجہ سے ختم ہو کر رہ جاتی ہے، اسی طرح حرام خوری بھی دعا کی قوت کو ضعیف کر دیتی ہے، جیسے صحیح مسلم میں حدیث ابی ہریرہؓ ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا

"اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور پاک چیز ہی قبول فرماتے ہیں"

اور اللہ تعالیٰ نے جس بات کا حکم پیغمبروں کو دیا ہے اسی کا حکم مسلمانوں کو بھی دیا ہے، اللہ جل شانہ فرماتے ہیں: ترجمہ: "اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو، میں بے شک تمہارے اعمال کو جاننے والا ہوں۔"

**دوسری جگہ فرمایا:** ترجمہ: یعنی "اے ایمان والو! ہمارے دیے ہوئے پاکیزہ رزق میں سے کھاؤ۔"

اس کے بعد حضور ﷺ نے اس آدمی کا ذکر فرمایا جو لمبے لمبے سفر کرتا ہے، پراگندہ بال، حال ہے؟ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعا میں کرتا ہے۔ پروردگار! پروردگار! حالانکہ اس کا کھانا حرام کا ہے، اس کا لباس حرام کا ہے، اس کا بدن حرام مال سے ہی پرورش پایا ہے۔ (بتاؤ) اس کی دعا کہاں اور کیسے قبول ہوگی؟

امام احمدؒ کے بیٹے عبداللہ نے کتاب الزہد میں یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل کسی بلا و مصیبت میں مبتلا ہوئے اور توبہ کرنے گھروں سے باہر نکلے، اللہ تعالیٰ نے ان کے پیغمبر پر وحی نازل کی کہ ان لوگوں کو بتا دیجئے کہ تم لوگ ناپاک بدن لے کر میدان میں نکل رہے ہو، ایسے ہاتھوں کو میری طرف اٹھا رہے ہو جن کے ذریعے تم نے خون بہائے ہیں اور جن کے ذریعے تم نے اپنے گھروں کو حرام مال سے بھر رکھا ہے، اب عقل آئی ہے جب میرا غضب شدت اختیار کر چکا ہے؟ اب تو ہمیشہ کے لیے تمہیں میری دوری ہی حاصل ہوگی۔ جس قدر کھانے کے لیے نمک کافی ہوتا ہے اتنی ہی نیکی دعا کے لیے کافی ہوتی ہے۔

**دعا نافع ترین دوا ہے:** دعا واقعی نافع ترین دوا ہے۔ یہ دعا بلا و آفت کی دشمن ہے، بلا و مصیبت کو دور کرتی ہے، بلا و آفت میں مانع ہے، اس کو رفع دفع اور کم از کم اس میں تخفیف کر دیتی ہے، دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ حاکم نے اپنی صحیح میں حدیث علی بن ابی طالبؓ نقل کی ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "دعا مومن کا ہتھیار، دین کا ستون اور آسمانوں و زمین کا نور ہے۔"

**دعا کے درجات:** دعا کی بلا و مصیبت کے مقابلہ میں تین درجات ہیں: اول دعا اس مصیبت کے مقابلہ میں زیادہ قوی ہو اس صورت میں وہ دعا اس بلا و مصیبت کو دور کر دے گی،

ثانی: دعا اس بلا ومصیبت کے مقابلہ میں کمزور ہو اس صورت میں بندہ پر بلا ومصیبت قوی ہوگی حتیٰ کہ بندہ اس بلا سے دوچار ہو جاتا ہے، لیکن کبھی کمزور دعا اس بلا میں تخفیف بھی کر دیتی ہے۔ ثالث: دعا اور بلا دونوں باہم برابر ہوں، ہر ایک دوسرے کے مقابلہ میں مانع ہو حاکم نے صحیح میں حدیث عائشہؓ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "تقدیر سے بچاؤ نہیں ہوتا، اور دعا بلا کے نزول اور عدم نزول (دونوں صورتوں میں) نافع ومفید ہے اس لئے کہ بلا نازل ہوتی ہے تو دعا اس کے مقابل آجاتی ہے پھر دونوں روز قیامت تک باہم ٹکراتے رہتے ہیں۔

حاکم نے صحیح میں حدیث ابن عمرؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا "دعا مصیبت کے نزول اور عدم نزول (دونوں حالتوں میں) فائدہ بخش ہے، لہٰذا اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کر لو"

صحیح حاکم ہی میں حدیث ثوبانؓ کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "تقدیر کو دعا کے علاوہ کوئی چیز ٹال نہیں سکتی، نیکی عمر میں اضافہ کا سبب ہے، انسان گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔"

**دعا میں آہ وزاری کرنا** دعا میں اصرار اور آہ وزاری بھی نافع ترین دوا اور علاج ہے سنن ابن ماجہ میں حدیث ابو ہریرہؓ منقول ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہو جاتے ہیں۔" صحیح حاکم میں حدیث انسؓ مروی ہے کہ نبی کریم رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا "دعا سے تھک نہ جاؤ، یہ یقین پیدا کرو، کیونکہ دعا کی برکت سے کوئی ہلاک نہیں ہوتا۔"

امام اوزاعیؒ نے عن الزہری عن عروہ عن عائشہؓ روایت ذکر کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ دعا میں اصرار و زاری کرنے والے سے محبت رکھتے ہیں۔" امام احمد کی کتاب الزہد میں روایت قتادہؓ سے ہے، حضرت مورقؒ نے فرمایا میں نے مومن کے لئے سوائے اس کے اور کوئی امر قابل عبرت نہیں پایا کہ ایک آدمی سمندر کے اندر ایک تختہ یا لکڑی پر ہو اور اے رب اے رب پکارے شاید کہ اللہ تعالیٰ اسے اس مصیبت سے نجات دے دیں۔"

**دُعا کی آفات** وہ آفات جو دعا کا اثر مرتب ہونے میں مانع ہوتی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بندہ جلد بازی سے کام لے، یعنی جب قبولیت دعا میں تاخیر ہونے لگے تو وہ حسرت کرتا ہوا دعا ہی کو ترک کر دے۔ یہ تو ایسا ہی ہوا جیسے کوئی شخص زمین میں بیج بوئے یا کوئی پودا لگائے پھر اس کی دیکھ بھال کرے اور اسے پانی بھی دیتا رہے، لیکن جب وہ نکلنے والی ہو یا بڑی ہونے والی چیز اپنے کمال کو پہنچنے میں تاخیر کرے تو اسے یونہی چھوڑ کر بیٹھ جائے۔ صحیح بخاری میں حدیث ابی ہریرہؓ مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جب تک بندہ عجلت سے کام نہیں لیتا اس کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے یعنی وہ یہ کہے کہ میں نے دعا کی تھی وہ قبول نہیں ہوئی۔"

صحیح مسلم میں ان ہی سے روایت ہے، ارشاد نبویؐ ہے "بندہ کی دعا ہمیشہ قبول کی جاتی رہتی ہے، جب تک کہ وہ کسی گناہ کی دعا نہ کرے، قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور جب تک جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ جلد بازی سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا یہی کہ وہ کہے، میں نے دعا کی تھی، میں نے دعا کی تھی مجھے نہیں لگتا کہ وہ قبول بھی ہوگی یا آخر وہ کف حسرت ملتا ہوا دعا ہی ترک کر ڈالتا ہے۔"

مسند احمد میں حدیث انسؓ ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے "

بندہ جب تک عجلت سے کام نہ لے ہمیشہ خیر میں رہتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! عجلت کیسے کرے؟ فرمایا: بندہ کہنے لگے میں نے اپنے رب سے دعا کی لیکن وہ قبول ہی نہیں ہوئی۔ ؎

**قبولیتِ دعا کے اوقات:** اگر دعا میں کمال حضورِ قلبی اور خاطر جمعی ہو اور وہ دعا قبولیت کی چند ساعات میں سے کسی مقبول ساعت کے موافق بھی ہو جائے تو اکثر رد نہیں ہوتی۔ وہ چند مقبول ساعات یہ ہیں

۱۔ سحرات کا آخری تہائی حصہ۔ ۲۔ اذان کا وقت

۳۔ اذان و اقامت کے درمیان کا وقت ۴۔ فرض نمازوں کے بعد

۵۔ جمعہ کے دن امام کے منبر پر بیٹھنے سے نمازِ جمعہ کے اختتام تک کا وقت

۶۔ عصر کے بعد کی آخری ساعت

دعا کرنے والے کے قلب میں خشوع اور رب تعالیٰ کے سامنے عجز و انکساری اور رقت کا ظہور ہو، منہ قبلہ رخ ہو، باوضو ہو، اللہ کے سامنے ہاتھ اٹھائے، اللہ کی حمد و ثناء سے ابتدا کرے، پھر حضور پر نور ﷺ پر درود و سلام پڑھے، حاجت پیش کرنے سے پہلے توبہ و استغفار اور صدقہ وغیرہ کرے۔ اس کے بعد اللہ جل شانہ کے سامنے حاضر ہو کر خوب الحاح و اصرار سے اپنی حاجت مانگے اور اللہ سے رغبت و رہبت کے ساتھ دعا کرے، اور اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کو وسیلہ بنائے تو کوئی بعید نہیں کہ اس کی دعا قبول ہو جائے۔ خصوصاً جب ماثور دعاؤں کو شامل کر لیا جائے کیونکہ ادعیہ ماثورہ قبولیت کے امکانات کو بڑھا دیتی ہیں اور اسمِ اعظم کو متضمن اور مشتمل ہوتی ہیں۔

# اللہ عزوجل کی عبادت کے لیے فارغ ہونا

(ڈاکٹر فضل الٰہی)

رزق کے اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فارغ ہو جائے۔ درج ذیل دو نکتوں کی روشنی میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس موضوع کے متعلق گفتگو ہوگی۔

۱: اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فارغ ہونے کا مفہوم۔

۲: اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فراغت باعث رزق ہونے کی دلیلیں۔

**۱: اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فارغ ہونے کا مفہوم:**

اللہ تعالیٰ کی عبادت کی غرض سے فارغ ہونے سے یہ مراد نہیں کہ بندہ دن رات مسجد میں بیٹھا رہے اور حصولِ رزق کے لیے کوئی کوشش نہ کرے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو اس کا قلب اور قالب (دل اور جسم) دونوں حاضر ہوں۔ عبادت میں خشوع و خضوع ہو۔ رب ذوالجلال کی عظمت و کبریائی اس کے دل میں جاگزیں ہو۔ اس کو اس بات کا ادراک و احساس ہو کہ وہ کائنات کے مالک اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہے۔ وہ جناب نبی کریم ﷺ کے ارشادِ گرامی

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔"

کی عملی تصویر ہو اگر اس کیفیت کو نہ پا سکے تو یہ ہو

ترجمہ: "اگر تم انہیں نہیں دیکھ رہے تو وہ تمہیں دیکھ رہے ہیں۔"

وہ ان لوگوں میں سے نہ ہوں جن کے اجسام تو مساجد میں ہوتے ہیں لیکن دل بیرونی چیزوں کے ساتھ لگے اور اٹکے ہوتے ہیں۔ ملا علی قاری جناب نبی کریم ﷺ کے ارشادِ گرامی **(تفرغ لعبادتی)** کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اپنے رب کی عبادت کی غرض سے اپنے دل کو فارغ کرنے میں مبالغہ کر۔

**۲: اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے فراغت کا باعث رزق ہونے کی دلیلیں:**

اس کے متعلق ذیل میں دو احادیث پیش کی جاتی ہیں

ا: حضرات ائمہ احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے آدم کے بیٹے! میری عبادت کے لیے اپنے آپ کو فارغ کر، میں تیرے سینے کو تونگری سے بھر دوں گا اور لوگوں سے تجھے بے نیاز کر دوں گا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے ہاتھ (بے کار) کاموں میں الجھا دوں گا اور لوگوں کی طرف تیری محتاجی کو ختم نہ کروں گا۔"

اس حدیث شریف میں جناب نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ پوری توجہ اور دلجمعی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو انعامات ملنے کا وعدہ ہے۔ پہلا انعام یہ ہے کہ وہ اس کے دل کو تونگری سے بھر دیں گے اور دوسرا انعام یہ ہے کہ وہ اس کو لوگوں سے بے نیاز فرما دیں گے۔

اسی حدیث شریف میں توجہ اور دلجمعی سے عبادت نہ کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو سزائیں ملنے کی وعید بھی ہے۔ پہلی سزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بے کار کاموں میں الجھا دیں گے اور دوسری سزا یہ ہے کہ وہ لوگوں سے اس کی محتاجی کو ختم نہ کریں گے اور وہ ہمیشہ لوگوں کا دستِ نگر اور محتاج رہے گا۔

امام حاکم حضرت **معقل** بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تمہارا رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے! میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا، میں تیرے دل کو تونگری سے بھر دوں گا اور تیرے دونوں ہاتھوں کو رزق سے بھر دوں گا۔"

اے آدم کے بیٹے! مجھ سے دوری اختیار نہ کر، اگر تو نے ایسے کیا تو میں تیرے دل کو محتاجی سے بھر دوں گا، اور تیرے دونوں ہاتھوں کو بیکار کاموں میں لگا دوں گا۔"

جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حدیث شریف میں امت کو خبر دی ہے کہ جو بندہ دل جمعی سے عبادت کرنے والوں کو درج ذیل دو انعامات عطا فرمانے کا وعدہ اللہ رب العزت نے عطا فرمایا ہے۔

۱۔ تونگری کے ساتھ اس کے دل کو بھر دینا۔ ۲۔ رزق کے ساتھ اس کے دونوں ہاتھوں کو بھرنا۔

اور معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔

مذکورہ بالا حدیث شریف میں جناب رسول کریم ﷺ نے امت کو یہ بھی بتلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دوری اختیار کرنے والے کے لیے ان کی طرف سے درج ذیل دو عذابوں کی وعید ہے۔

۱۔ محتاجی اور تنگدستی سے اس کے دل کو بھرنا۔ ۲۔ بے کار کاموں میں اس کو الجھا دینا۔

اور جس دل کو دولت کے پیدا کرنے والے اور خزانوں کے مالک اللہ تعالیٰ تونگری سے بھر دیں تو پھر محتاجی کا احساس اور دست نگری کا تصور بھی اس کے قریب پھٹک سکتا ہے؟ اور جس کے ہاتھوں کو کائنات کے رزاق رزق سے بھر دیں وہ غربت وافلاس کا شکار کیونکر ہو سکتا ہے؟ اور جس کے دل کو کائنات کے تنہا منفرد مالک جل جلالہ محتاجی سے بھر دیں کائنات کی ساری قوتیں متحد و متفق ہو کر بھی اس کو تونگری سے روشناس نہیں بنا سکتیں اور جس کو جبار وقہار اللہ تعالیٰ بے کار و بے معنی معاملات میں پھنسا دیں اس کو بھلا فراغت کون مہیا کر سکتا ہے؟

# دنیا سے دوری اور بے رغبتی

(حضرت عطاء بن ابی رباحؒ)

یہ دنیا، جسے دنیا کی دولت اور جاہ و جلال (اقتدار) حضرت عطاء بن ابی رباحؒ کی طرف کھنچی چلی آئی لیکن انہوں نے ہمیشہ اس سے دوری اختیار فرمائی اور اس کو قبول کرنے سے ہمیشہ انکار کیا۔ اور اپنی ساری زندگی ایسی گزاری کہ ان کی قمیض کی قیمت کبھی پانچ درہم سے زیادہ نہیں ہوئی (یعنی پانچ درہم سے زیادہ قیمت کی قمیض کبھی نہیں پہنی)۔

ان کے دور میں جتنے بھی حکمران (مسلمانوں کے امیر) تشریف لائے ان سب نے حضرت عطاء بن ابی رباحؒ کو اپنے ساتھ بیٹھنے کی دعوت دی لیکن انہوں نے کسی کی دعوت قبول نہیں کی۔ کیونکہ ان کو یہ خطرہ تھا۔ کہیں میں دنیوی مال و دولت، عیش و راحت میں پڑ کر اپنا وقت ضائع نہ کر دوں۔ لیکن اس کے باوجود بھی جب وہ خلفاء کے پاس جانے میں اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ دیکھتے تو ان کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔ ایسا ہی ایک قصہ عثمان بن عطاء خراسانی نے بیان کیا ہے کہتے ہیں:

ایک مرتبہ میں اپنے والد کے ساتھ ہشام بن عبدالملک کے پاس جانے کے لیے چلا، صبح کے وقت جب ہم "دمشق" کے قریب پہنچے تو اچانک ہمیں ایک بوڑھا شخص کالے (رنگ کا) گدھے پر سوار آتا ہوا نظر آیا جس کے جسم پر ایک معمولی (کم درجے کی) قمیض، ایک بوسیدہ جبہ اور سر پر ایک ٹوپی تھی جو سر کے ساتھ چپکی ہوئی تھی اور اس کے جوتے لکڑی کے بنے ہوئے تھے مجھے اس کو دیکھ کر ہنسی آ گئی۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا: **مَنْ هٰذَا** "یہ کون ہے؟" تو میرے والد نے کہا:

ترجمہ: "خاموش بیٹھو حجاز کے فقیہ و سردار عطاء بن ابی رباح ہیں۔"

جب وہ ہمارے قریب آئے تو میرے والد اپنی سواری خچر (خچر کو کہتے ہیں جو گھوڑے سے چھوٹا اور گدھے سے تھوڑا بڑا ہوتا ہے) سے نیچے اترے اور وہ بھی اپنی سواری سے اترے اور دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ معانقہ کیا (یعنی گلے ملے) اور ایک دوسرے کی خیریت دریافت کی اور پھر دونوں پلٹ کر اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو گئے اور چلنے لگے یہاں تک کہ ہشام بن عبدالملک کے محل کے دروازے پر دونوں ٹھہر گئے۔ ابھی تھوڑا ہی ٹھہرے ہوں گے کہ ان کو اندر جانے کی اجازت دی گئی اور دونوں اندر چلے گئے۔

کچھ دیر بعد جب میرے والد محل سے باہر تشریف لائے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ دونوں کے ساتھ اندر جاتے وقت جو حالات پیش آئے وہ مجھے بھی بتا دیجئے تو میرے والد صاحب کہنے لگے۔

جب ہشام کو پتہ چلا کہ دروازے پر عطاء بن ابی رباح ہیں تو جلدی سے بلوا کر (پہلے) ان کو اجازت دی۔ اللہ کی قسم میں تو ان کی ہی وجہ سے اندر جا سکا (مطلب یہ ہے کہ اگر عطاء بن ابی رباح نہ ہوتے تو نہ معلوم مجھے اندر جانے کی اجازت ملتی یا نہیں)۔

جب ہشام نے عطاء بن ابی رباح کو دیکھا تو "**مرحباً مرحبا**" کہا (یعنی خوش آمدید کہا) اور مسلسل "یہاں" "یہاں" تشریف رکھیے کہتے رہے یہاں تک کہ ان کو اپنے ساتھ اپنے تخت پر بٹھایا اور اپنے گھٹنے ان کے گھٹنوں سے ملا کر بیٹھ گئے (یہ اہل عرب میں احترام کے طور پر ہوتا ہے)۔ اس مجلس میں بڑے بڑے (عہدوں کے اعتبار سے) لوگ تھے جو آپس میں گفتگو کر رہے تھے وہ بھی خاموش ہو گئے۔

پھر ہشام عطاء بن ابی رباح کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے اے ابو محمد! (یہ ان کی

کنیت تھی کیونکہ اس کے بیٹے کا نام محمد تھا) آپ کس حاجت کے لیے تشریف لائے؟ عطاء بن ابی رباحؒ نے فرمایا

اے امیر المومنین! حرمین کے لوگ (یعنی مکہ اور مدینہ والے) اہل اللہ اور رسول ﷺ کے پڑوسی ہیں آپ خوراک و عطیات ان پر بھی تقسیم کیا کریں۔

ہشام نے کہا ٹھیک ہے اور غلام (منشی) سے کہا کہ اہل مکہ و اہل مدینہ کے لیے ایک سال کی خوراک و عطیات لکھ لو۔ پھر کہنے لگے ابو محمد! اس کے علاوہ اور کوئی حاجت ہو تو بتائیں۔ عطاء بن ابی رباحؒ نے فرمایا جی ہاں اے امیر المومنین

”اہل حجاز و اہل نجد“ اصل عرب اور اسلام پھیلانے والے لوگ ہیں آپ ان میں زائد صدقات لوٹا دیا کریں۔

تو ہشام نے کہا ٹھیک ہے اے غلام! لکھو کہ ان کے زائد صدقات ان کو واپس کر دیے جائیں گے۔ پھر ہشام نے پوچھا اس کے علاوہ کوئی اور حاجت؟

تو انہوں نے فرمایا جی ہاں اہل ثغور (وہ مجاہدین اور فوجی جو ملک کی خطرناک سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں) تمہارے دشمنوں کے مقابلے میں کھڑے ہیں اور جو بھی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے تو ان کے ساتھ لڑتے ہیں ان دشمنوں کو قتل کر دیتے ہیں۔

آپ ان کے لیے وافر مقدار میں خوراک (رسد) مسلسل بھیجنے کا انتظام کریں کیونکہ اگر وہ ہلاک ہو گئے تو سرحدوں کی حفاظت کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

ہشام نے کہا ٹھیک ہے اے غلام! لکھو سرحدوں کے محافظین کے لیے خوراک روانہ کر دی جائے۔ پھر ہشام نے پوچھا اے ابو محمد! اس کے علاوہ کوئی اور حاجت؟

تو فرمانے لگے جی ہاں اے امیر المومنین آپ کے ذمی (یعنی وہ کافر جو جزیہ دے کر اسلامی ملک میں رہتے ہیں) جتنے بھی ہیں ان کو ان کی طاقت سے زیادہ کسی کام کی تکلیف نہ دی جائے، کیونکہ ان کے ساتھ جتنی بھی رعایت ہوگی، وہ آپ کے دشمن کے مقابلے میں آپ کے لیے معاون بنیں گے۔

ہشام نے کہا: اے عطاء! لکھو، ہمیں "تکلیف ما لا یطاق" (ایسی مشکل جو برداشت نہ ہو) سے بری کر دیا جائے، ذمیوں کو ان کی طاقت سے زیادہ کام کی تکلیف نہ دی جائے۔

ہشام نے پھر سوال کیا: اے ابو محمد! اس کے علاوہ اور کوئی حاجت ہو تو بتائیے؟

عطاء بن ابی رباح نے فرمایا

ترجمہ: "جی ہاں اے امیر المومنین اپنے معاملے میں بھی اللہ سے ڈریئے"

ترجمہ: "اور یہ بھی طرح جان لیں کہ جب آپ پیدا ہوئے تو اکیلے تھے --- اور جب مریں گے تو اکیلے ہی جائیں گے --- اور میدان حشر میں بھی اکیلے ہی ہوں گے اور حساب کتاب کے وقت بھی اکیلے ہی ہوں گے۔"

اللہ کی قسم! یہ (جتنے لوگ نوکر چاکر یا مال و دولت، عہدہ، منصب) جو کچھ آپ کو نظر آرہا ہے ان میں سے کوئی ایک بھی آپ کے ساتھ نہیں ہوگا۔

یہ سن کر ہشام نیچے زمین کی طرف نظریں جھکا کر رونے لگے

پھر عطاء بن ابی رباح اٹھے اور میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔

جب ہم دروازے کے قریب پہنچے تو ایک آدمی ان کے پیچھے پیچھے ایک تھیلی (جس کے بارے میں مجھے علم نہیں کہ اس میں کیا تھا) لے کر آرہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ

یا امیر مومنین نے آپ کے پیسے بھیجے ہیں۔ عطاء بن ابی رباح" نے فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے میں قبول نہیں کر سکتا۔

ترجمہ: "میں تم سے اس (وعظ و نصیحت) کے بدلے کچھ نہیں مانگتا میرا اجر تو میرے پروردگار کے ذمے ہے جو تمام مخلوقات کے رب ہیں۔"

اللہ کی قسم! عطاء بن ابی رباح" خلیفہ کے دربار میں داخل ہوئے اور وہاں سے فارغ ہو کر چلے گئے لیکن انہوں نے وہاں پر ایک گھونٹ پانی بھی نہیں پیا۔

حضرت عطاء بن ابی رباح" کو اللہ تعالیٰ نے بڑی (بابرکت) عمر نصیب فرمائی جو ایک سو سال تک پہنچی اور ان کی تمام عمر علم و عمل، نیکی اور پرہیزگاری سے بھرپور تھی۔

اور انہوں نے اپنی زندگی کو اللہ کی محبت اور اللہ کے خزانوں میں رغبت کی وجہ سے لوگوں کے مال و دولت کی حرص سے پاک و صاف بنا رکھا تھا

یہاں تک کہ جب ان کا انتقال ہوا تو دنیا کے مال و اسباب کے اعتبار سے تو وہ بہت ہلکے تھے، لیکن اعمال آخرت کا بہت زاد توشہ اپنے لیے تیار کر چکے تھے اس کے ساتھ ساتھ تمام عمر سے بڑھ کر یہ کہ انہوں نے ستر (۷۰) حج کیے تھے اور ہر ہر حج کے دوران وہ ستر (۷۰) بار عرفات پر کھڑے ہو کر اللہ کی رضا اور جنت طلب کر چکے تھے، اور اس کی ناراضگی اور جہنم کی آگ سے پناہ مانگ چکے تھے۔

حضرت عطاء بن ابی رباح" جو جلیل القدر اور مشہور تابعی ہیں، اپنے وقت کے بہت بڑے عالم و زاہد تھے۔

# مکتوب (۲)

## (مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ)

ترقیات کے حاصل ہونے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عنایات پر فخر کرنے کے بیان میں اپنے بزرگوار پیر و مرشد قدس سرہ العزیز کی خدمت میں تحریر کیا۔

**عریضہ**

کمترین غلام احمد آپ کی بلند بارگاہ میں عرض کرتا ہے کہ مولانا شاہ محمد نے رمضان شریف کے مبارک مہینے کے قریب آنجناب کی جناب سے استخارہ کا حکم پہنچایا، اس قدر فرصت نہ تھی کہ ماہ مبارک رمضان شریف تک آنجناب کی آستانہ بوسی سے مشرف ہو سکتا، ناچار رمضان المبارک کے گزرنے پر (حاضری کے ارادہ سے) اپنے آپ کو تسلی دی۔ حضور کی بلند توجہات کی برکت سے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی جو مہربانیاں اور عنایتیں ہر وقت اس خاکسار پر مسلسل اور پے در پے وارد ہوتی ہیں ان کے متعلق کیا عرض کرے۔

مثنوی:

من آں خاکم کہ ابر نو بہاری
کند از لطف بر من قطرہ باری
اگر روید ز تن صد زبانم
چو سبزہ شکر لطفش کے توانم

ترجمہ: (میں وہ مٹی ہوں جس پہ ابر کرم
کرے الطاف سے اپنی بارش کا
مثل سبزہ ہوں سو زباں بھی
کس طرح اس کا شکر ہوگا ادا)

اگرچہ اس قسم کے احوال کا ظاہر کرنا گستاخی کا سبب بنتا ہے اور تحریر

وصولات کی خبر دیتا ہے

دلے چوں شہ ما یاد داشت از ن ک

جزو شد بلند راسم مرزا فلک

ترجمہ (اللہ بادشاہ نے سب سے مجھ کو ... بلند کر دیا اونچا فلک سے)

اس خادم کو مقام صحو وبقا کی ابتدا ماہ ربیع الآخر کے آخری دنوں سے حاصل ہے اور اب تک جو ایک مدت میں کئی خاص بقا کے ساتھ مشرف فرماتے ہیں۔ ابتدا حضرت شیخ محی الدینؒ کی تجلی ذاتی سے ہوئی ہے کبھی صحو میں لاتے ہیں کبھی پھر سکر میں لے جاتے ہیں اور اس نزول وعروج میں عمدہ اور نئے نئے علوم اور عجیب وغریب معارف کا فیضان وورود فرماتے ہیں اور ہر مرتبہ میں خاص مشاہدہ واحسان (خاص) کے ساتھ مشرف فرماتے ہیں جو اسی مقام کی بقا کے مناسب ہے۔

رمضان اس سال کی چھٹی تاریخ کو اپنے بقا سے مشرف فرمایا اور ایسا حسان و اخلاص ملا ہوا۔ یہ خادم یہ عرض کرتا ہے کہ اعتقاد وہی انتہا ہے جہاں تک ہے اور وہ وصل بھی جو کہ اس خادم کے حال کے مناسب تھا اس مقام میں حاصل ہو گیا ہے اور مقام جذبہ کی جہت اب پوری ہو گئی ہے اور سیر فی اللہ میں جو کہ مقام جذبہ کے مناسب ہے اس خادم کی سیر شروع ہو گئی ہے۔ فنا جتنی زیادہ کامل ہوگی اس کے نام ہونے والی بقا بھی اسی قدر زیادہ کامل ہوگی اور بقا جس قدر زیادہ کامل ہوگی صحو بھی اسی قدر زیادہ ہوگا اور جس قدر زیادہ صحو حاصل ہوگا علوم باطنی کا فیضان و ورود بھی شریعت مطہرہ کے موافق زیادہ ہوگا کیونکہ

کمال توجہ کا نتیجہ ہیں، علیہم الصلوۃ والسلام کو حاصل تھا اور جو معارف و علوم انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے ظاہر ہوئے ہیں وہ شریعت کے احکام اور وہ عقائد ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے بارے میں انہوں نے بیان فرمائے ہیں اور ان احکام و عقائد کے ظاہر کی حقیقت یہ فقیر کی وجہ سے ہے۔ اس وقت جو معارف و علوم اس خاکسار پر جاری ہوئے وہ بیدوہ معارف علوم شرعیہ کی تفصیل اور ان کا بیان ہے اور استدلالی علم کشفی و ضروری علم بنتا جاتا ہے اور مجمل علم مفصل ہوتا جاتا ہے

گر بگویم شرح این بے حد شود　　(ترجمہ) اگر کروں اس کی شرح حد سے باہر ہے)

ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ گستاخی تک نوبت پہنچ جائے۔

خداوندا بتو عذر خواہد　　(جو بے حد وہ اپنی حد میں رہے)

## مکتوب سوم (۳)

بعض دوستوں کے ایک خاص مقام پر رک جانے اور بعض دوستوں کے اس مقام سے گزر کر ظلی ذاتی کے مقامات میں پہنچ جانے کے بارے میں یہ عریضہ بھی اپنے پیر و مرشد بزرگوار کی خدمت میں تحریر کیا۔

عرِ یضہ:

گزارش یہ ہے کہ حلقہ طریقت کے جو دوست یہاں ہیں اور اسی طرح جو دوست وہاں ہیں ہر ایک کسی نہ کسی مقام میں رکا ہوا ہے اس کو اس مقامات سے نکالنے کا معاملہ سخت مشکل ہے، یہ خادم اس قدر طاقت اپنے اندر نہیں پاتا جو اس مقام کے مناسب

ہے حق سبحانہ وتعالیٰ آنجناب کی توجہات عالیہ کی برکت سے ترقی عطا فرمائے۔ اس خادم کے متعلقین میں سے ایک شخص اس مقام سے ترقی حاصل کر کے تجلیات ذاتی کی ابتدا تک پہنچ گیا ہے اس کی حالت بہت اچھی ہے اس خادم کے قدم پر قدم رکھتا ہے۔ دوسرے متعلقین کے بارے میں بھی یہ خادم امیدوار ہے۔ وہاں کے بعض دوسرے دوست مقربین کے طریقہ سے مناسبت نہیں رکھتے اُن کے حال کے موافق ابرار کا طریقہ ہے مختصر یہ کہ جو یقین انہوں نے حاصل کیا ہے وہ بھی غنیمت ہے۔ ان کو اسی طریقہ ابرار کے ساتھ حکم فرمانا چاہئے۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند (ترجمہ) (ہر کسی کے واسطے ایک کام ہے)

ان احباب کے نام مفصل طور پر لکھنے کی جرأت نہیں کی، چونکہ آنجناب سے پوشیدہ نہیں ہوں گے اس لئے زیادہ گستاخی نہ کی ۔۔۔۔۔ اس عریضے کے لکھنے کے بعد میر سید شاہ حسین نے مراقبہ کی حالت میں ایسا دیکھا کہ گویا وہ ایک بڑے دروازے پر پہنچے ہے اس کو بتایا گیا ہے کہ یہ دروازہ حیرت ہے (میر سید شاہ حسین کہتے ہیں کہ) جب میں اس کے اندر کی طرف نظر کرتا ہوں تو آنجناب (حضرت خواجہ باقی باللہ) کو اور آپ (حضرت مجدد صاحبؒ) کو دیکھتا ہوں اور میں بہت ہی کوشش کرتا ہوں کہ آپ کو اس کے اندر داخل ہو جاؤں لیکن میرے پاؤں ساتھ نہیں دیتے۔

# تابعینؒ کے واقعات

## (حضرت طاؤس بن کیسانؒ)

حضرت طاؤس بن کیسانؒ ان مبارک ہستیوں میں سے تھے جو بہت متقی، پرہیزگار اور ایمان والے تھے۔

مسجد نبوی کے اندر جو صحابہ کرامؓ کی جماعت تیار ہوئی تھی اس جماعت کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد حضرت طاؤس بن کیسانؒ تھے۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے اساتذہ کرام کی اتباع کی اور صحابہ کرامؓ کی بہت سی صفات اپنے اندر پیدا کیں مثلاً

"اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان کامل اور پختہ یقین۔"

"بات کی سچائی۔"

"قناعت پسندی اور اس کی چیزوں سے دل نہ لگانا۔"

"ہر لمحہ اور ہر وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کی فکر (کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے، کوئی ایسا کام نہ کروں جس سے اللہ ناراض ہو جائے)۔"

"حق بات کہنے میں کسی سے نہ گھبرانا اور کسی کی پرواہ کیے بغیر حق بات کہنا۔ چاہے اس کے لیے کتنی ہی بڑی قربانی دینی پڑے۔"

یہ وہ مبارک صفات تھیں جو ان کو اپنے اساتذہ کرام سے ملی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ سے انکو یہ تعلیم ملی

ترجمہ: "دین خیر خواہی کا نام ہے، خیر خواہی اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب، اس کے رسول اور مسلمان حکمرانوں اور عام لوگوں کے لیے ہے۔"

یہ یمنی ذکوان بن کیسان یمنی کا لقب طاؤس تھا، اصل میں یہ لقب اس بنا پر دیا گیا کہ وہ حقیقتاً اپنے دور میں تمام علماء و فقہاء میں اونچا درجہ رکھتے تھے کیونکہ علم فقہ میں بڑے ماہر تھے۔

طاؤس عربی زبان میں مور کو کہا جاتا ہے۔ جس طرح مور تمام پرندوں میں اپنے حسن و جمال کی وجہ سے ایک الگ حیثیت رکھتا ہے، اسی طرح یہ بھی علم کے اعتبار سے علماء فقہاء میں ایک الگ حیثیت رکھتے تھے۔

حضرت طاؤس بن کیسان یمن کے رہنے والے تھے اس دور میں یمن کا گورنر حجاج بن یوسف کا بھائی محمد بن یوسف ثقفی تھا۔ حجاج بن یوسف سے سارے عرب علاقے میں رعب و دبدبہ اور شان و شوکت قائم ہو جانے کے بعد اپنے بھائی محمد بن یوسف کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا۔ اس میں اپنے بھائی حجاج کی بہت سی برائیاں تو پائی جاتی تھیں۔ لیکن اس کی کوئی بھی خوبی اس میں نہیں تھی

## حضرت طاؤسؒ کی یمن کے گورنر کو نصیحت کرنا اور اس کی شال کو قبول نہ کرنا

سردی کے موسم میں ایک دن صبح سویرے حضرت طاؤس بن کیسان حضرت وہب بن منبہ کے ہمراہ یمن کے گورنر محمد بن یوسف ثقفی کو وعظ و نصیحت کی نیت سے ملنے گئے۔ محل میں پہنچے تو بہت سے لوگ اس کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت طاؤسؒ نے آتے ہی وعظ و نصیحت شروع کر دی۔

گورنر نے اپنے ایک دربان کو حکم دیا کہ ایک قیمتی اور بہترین قسم کی شال لا کر اس واعظ (نصیحت کرنے والے) مہمان کے کندھوں پر ڈال دو۔ دربان نے شاہی حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایک قیمتی اعلیٰ شان شال حضرت طاؤس کے کندھوں پر ڈال دی، لیکن انہوں نے وعظ و نصیحت کے دوران ہی اپنے کندھوں کو جھٹکا دینا شروع کیا جس سے آہستہ آہستہ

شال کندھوں سے سرک کر نیچے گر گئی۔ آپ اسے وہیں چھوڑ کر دربار سے باہر چلے گئے اور اسے دیکھا تک نہیں جیسے طبیعت پر اس کا بوجھ بہت گراں گزر رہا ہو۔

گورنر کے چہرے کا رنگ غصے کی وجہ سے سرخ ہو گیا لیکن زبان سے کچھ نہ کہا۔ جب حضرت طاؤسؒ وہاں کے ساتھی مجلس سے باہر گئے تو ان کے دوست احباب نے ان سے مشورہ دیا: "اگر آپ قیمتی شاہی شال کا تحفہ قبول کر لیتے تو کیا حرج تھی؟"

گورنر کو غصہ دلانے سے بھی بچ جاتے اگر آپ اسے اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتے تھے تو اسے بیچ کر فقرا و مساکین (فقیروں اور مسکینوں) کی مدد کر دیتے۔ حضرت طاؤسؒ بولے آپ مجھے یہ کیسا مشورہ دے رہے ہیں؟

"اگر آج میں اسے قبول کر لیتا اور فقرا و مساکین میں اسے تقسیم بھی کر دیتا تو کل علماء اپنے حکمرانوں سے تحائف قبول کرنے کے لیے یہ دلیل و ثبوت پیش کرتے کہ طاؤس نے بھی تو تحفہ قبول کیا تھا۔" لیکن وہ خدانخواستہ فقرا و مساکین میں تقسیم کرنے کی بجائے خود استعمال کرتے تو یہ گناہ کا ذریعہ بن جاتے۔

## یمن کے گورنر کا حضرت طاؤسؒ سے امتحان لینا

یمن کے گورنر محمد بن یوسف نے اپنی توہین سمجھا اور حضرت طاؤسؒ سے بدلہ لینے کا پختہ ارادہ کر لیا کہ جس طرح انہوں نے میرا امتحان لیا ہے تو میں بھی ان کا امتحان لوں۔

اس نے انہیں شکار کرنے کے لیے ایک خطرناک جال پھیلایا۔ وہ یہ کہ سونے کے سات سو دینار تھیلی میں بند کئے اور اپنے دربار کے لوگوں میں سے ایک نہایت ہی ذہین ہوشیار اور چالاک چوبدار شخص کو بلا کر کہا

"یہ دینار کی تھیلی طاؤس کو پیش کر کے آؤ، اگر وہ اسے قبول کرنے سے

انکار کریں تو پھر کوئی ایسا طریقہ اپنانا جس سے وہ تھیلی لینے کے لیے تیار ہو جائیں۔"

"اگر تم اس مشن میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے یہ تھیلی قبول کر لی تو میں تمہیں اپنا قریبی ساتھی بنا لوں گا اور تمہیں انعام و اکرام سے نوازوں گا۔"

وہ شخص تھیلی لے کر اس بستی کی طرف روانہ ہوا جس میں حضرت طاؤسؒ رہتے تھے۔ اس بستی کا نام "جند" تھا جو یمن کے دارالحکومت صنعاء کے قریب ہی واقع تھی۔ یہ شخص وہاں پہنچا حضرت طاؤسؒ کے پاس حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور نہایت ہی مودبانہ انداز میں کہا جناب والا! گورنر نے یہ کچھ رقم آپ کے لیے ہدیہ بھیجی ہے، اسے قبول فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ آپ نے بڑی بے نیازی سے فرمایا "مجھے اس کی ضرورت نہیں۔"

اس نے یہ تھیلی دینے کے لیے ہر حربہ (طریقہ) استعمال کیا لیکن انہوں نے اسے قبول کرنے سے بالکل انکار کر دیا۔ اب قاصد بے بسی کے عالم میں پریشان و فکرمند تھا کہ کیا کروں کیا نہ کروں، کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ اتنے میں جب حضرت طاؤسؒ کسی کام سے اٹھے تو اس قاصد نے چپکے سے تھیلی کو دیوار میں بنی ہوئی چھوٹی الماری میں رکھا اور چلا گیا۔ گورنر کو جا کر بتایا کہ طاؤس نے تھیلی قبول کر لی ہے۔

وہ یہ خبر سن کر بڑا خوش ہوا کہ اب میرے جال میں شکار پھنس گیا اب ان سے پوچھوں گا کہ جناب آپ کی وہ پارسائی کہاں گئی؟ کیا محض دربار میں حاضری سے بچنے کے لیے تقویٰ کا ڈھونگ (تماشہ) رچا رکھا تھا۔ قاصد خاموش رہا اور اس راز سے اسے آگاہ نہ کیا۔

جب چند دن گزر گئے تو گورنر نے دو قابل اعتماد کارندوں کو حضرت طاؤسؒ کی طرف روانہ کیا اور ان کے ساتھ اس شخص کو بھی بھیجا جو پہلے انہیں تھیلی دے گیا تھا۔ جب یہ وہاں پہنچے حضرت طاؤسؒ سے کہنے لگے

"چند دن پہلے گورنر کی طرف سے دیناروں کی ایک تھیلی غلطی سے آپ کے پاس آ گئی تھی دراصل وہ کسی اور کے لیے تھی اور قاصد غلطی سے آپ کے پاس دے گیا۔ وہ براہِ مہربانی، واپس لوٹا دیجیے تاکہ اسے اصل مقام تک پہنچایا جا سکے۔"

حضرت طاؤسؒ نے یہ سن کر فرمایا 'میں نے کوئی تھیلی لی ہی نہیں تو اسے لوٹاؤں کیسے۔'

دونوں نے بیک زبان کہا،

"آپ نے چند دن پہلے ہی تو وہ تھیلی وصول کی تھی اور یہ شخص آپ کو تھیلی دے کر گیا ہے۔

حضرت طاؤسؒ نے اس کی طرف دیکھا اور اس سے پوچھا۔ ارے بتاؤ کیا میں نے کوئی چیز تم سے لی ہے؟" یہ منظر دیکھ کر اس شخص کے جسم میں کپکپی طاری ہوگئی اور کہنے لگا "ہرگز نہیں۔"

"حضور میں نے آپ سے چھپ کر اس الماری میں رکھ دی تھی (حمام کے طاقچے میں)۔

اور میں نے گورنر کو جا کر یہ اطلاع دی کہ آپ نے یہ تھیلی قبول کر لی ہے۔ آپ کا اس میں کوئی قصور نہیں۔ یہ میری غلطی ہے جس کا میں کھلے دل سے اعتراف کرتا ہوں۔"

آپ نے فرمایا 'جاؤ اس الماری میں جا کر دیکھو۔'

وہ دونوں سرکاری نمائندے گئے، دیکھتے ہیں کہ الماری میں ایک تھیلی پڑی تھی اور مکڑی نے اس پر جالا بن رکھا ہے۔

انہوں نے وہ تھیلی اٹھائی اور گورنر کے پاس واپس لے گئے۔ اور سارا قصہ گورنر کو سنایا۔ وہ یہ سن کر حیران رہ گیا اور سمجھ گیا کہ حضرت طاؤسؒ آخرت کے سچے طالب ہیں کہ ان کی دنیا کی زندگی بھی اصل آخرت کے لیے ہی ہے۔ دنیا کی چند روزہ زندگی سے انہوں نے اپنا دل ہٹا لیا ہے۔

# مثنوی شریف کی ایک حکایت

## (مولانا جلال الدین رومیؒ کی حکایت)

مولانا رومیؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایاز نامی ایک بہت غریب شخص تھا۔ محمود بادشاہ نے اس کے اخلاقِ عالیہ کے سبب اس کو اپنا محبوب اور مقرب بنا لیا تھا۔ لیکن ایاز جس دن شاہ محمود کے یہاں حاضر ہوا تھا تو اس وقت اس کے پاس صرف ایک پرانی گدڑی تھی اور ایک بوسیدہ پوستین تھا جس کو ایاز نے ایک حجرے میں مقفل کر دیا تھا اور روزانہ اس حجرے میں داخل ہوتا اور اپنی گدڑی کو دیکھتا اور اپنے نفس کو مخاطب کر کے یہ کہتا کہ اے ایاز! یہ وہ دن تھا کہ اسی بوسیدہ گدڑی میں تو یہاں آیا تھا اور آج تو مقرب بادشاہ ہے۔ دیکھ اپنی حقیقت کو مت بھولنا، نظرِ عنایت شاہی تجھ پر بہت ہے، ناز اور تکبر میں مبتلا نہ ہونا، بلکہ یہ شکر کا مقام ہے کہ یہی گدڑی پہننے والا آج مقرب اور محبوب سلطان ہے، جس سے آج تمام وزراء جل کر رہ گئے ہیں۔ رفتہ رفتہ یہ معمول حاسدوں نے تاڑ لیا۔ سلطنت کے بیشتر حکام ایاز کے ساتھ حسد رکھتے تھے کہ ایک معمولی غریب آدمی آج ہم سب سے سبقت لے گیا اور اس سے بڑھ کر شاہ محمود کا کوئی مقرب و محبوب نہیں ہے۔ حاسدوں میں یہ چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں کہ ایاز تنہا حجرے میں جا کر کیا کرتا ہے اور حجرے کو ہر وقت مقفل کیوں رکھتا ہے؟ ہو نہ ہو یہ خفیہ طور پر شاہی خزانے سے چرا چرا کر دولت جمع کر رہا ہے۔ جب سلطان کو اس کی اس حرکت کی خبر ہوئی چاہتا کہ یہ قرب ایاز کا عتابِ شاہی سے بدل جائے

حاسدوں نے باہمی مشورے کے بعد سلطان محمود کو خبر دی۔ حضور! ایاز گندم نما جو فروش ہے۔ یہ آپ کا عاشقِ صادق نہیں ہے، یہ منافق ہے۔ خزانۂ شاہی سے اپنے خاص حجرے میں سیم و زر جمع کر رہا ہے۔

سلطان محمود کو ایاز کے متعلق ایسی حرکت کا گمان تک بھی نہ ہو سکا۔ لیکن ارا کین پر حجت تمام کرنے کے لیے اور ایاز کا مقامِ محبت اور اس کی صداقت ظاہر کرنے کے لیے حکم نافذ کر دیا کہ آدھی رات کو ایاز کے حجرے کی تلاشی لی جائے۔ ارکانِ سلطنت بڑے خوش ہوئے کہ آج رات میں ایاز کی قلعی کھل جائے گی اور اس کا قصہ ختم ہو جائے گا۔

چنانچہ نیم شب کو اس کے حجرے کا تالا توڑا گیا اور حکامِ سلطنت نے حجرے کے اندر تلاشی لی، لیکن بجز ایک پرانی گدڑی اور ایک بوسیدہ پوستین کے حجرے میں کچھ نہ تھا اور حاسدوں نے حجرے کی زمین بھی اس شبہ سے کھود ڈالی کہ شاید زمین میں دفینہ ہو اور گدڑی کو دکھاوے کے لیے لٹکا رکھا ہو۔ بالآخر تلاشی لینے والے حکام سخت ندامت سے شاہی خدمت میں حاضر ہوئے اور بصد شرمندگی معذرت اور معافی طلب کرنے لگے۔

محمود پر اس وقت ایاز کی محبت کا ایک حال غالب ہو گیا اور ایاز سے پوچھا کہ اے ایاز! اس قدر اہتمام سے اس گدڑی اور پوستین بوسیدہ کو حجرے میں کیوں معلق کر رکھا ہے؟ ایاز نے عرض کیا کہ حضور! میں روزانہ اپنی اس گدڑی اور پوستین بوسیدہ کو دیکھ کر عبرت حاصل کرتا ہوں اور نفس سے کہتا ہوں کہ اے ایاز! آج کی یہ تمام نعمتیں، عزت و شوکت سب عطائے شاہ محمود ہے ورنہ اے ایاز! تیری حقیقت ایک پرانی گدڑی اور بوسیدہ پوستین تھی۔

# توبہ کی قبولیت کی چار شرائط

(مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب)

اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کا طریقہ، معافی مانگ کر اللہ کا پیارا بننے کا طریقہ اور آخرت میں اپنی مغفرت حاصل کرنے کا طریقہ یہ میرے آج کا موضوع ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے، ان سے محبت کرتا ہے اور محبت کرتا رہے گا جب تک وہ توبہ کرتے رہیں گے اور توبہ کے قبول ہونے کی چار شرطیں ہیں۔

## توبہ قبول ہونے کی پہلی شرط

(۱) گناہ سے الگ ہو جائے۔ گناہ کرتے ہوئے کہتا رہے توبہ توبہ توبہ تو اس کی توبہ قبول نہیں کیونکہ حالت گناہ میں دل غضب ہو رہا ہے اور توبہ ذریعہ رحمت کا ذریعہ ہے اور غضب کے ساتھ رحمت جمع نہیں ہو سکتی کیونکہ رحمت اور غضب میں تضاد ہے اور اجتماع ضدین محال ہے۔ بعض لوگ بڑے بڑے وظیفے پڑھتے ہیں لیکن گناہ نہیں چھوڑتے۔ میرے مرشد شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ وظیفوں سے رحمت کا نزول آ رہا ہے اور گناہوں سے غضب کا نزول آ رہا ہے، اب دونوں ایک دوسرے کو آنے نہیں دیتے لہٰذا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑو، حالت نافرمانی میں زیادہ دیر تک رہنا بھی ٹھیک نہیں ہے، اللہ کے غضب میں رہنا اچھی نہیں ہے اور عقل کے خلاف بھی ہے جس

ہے آدمی کوئی چیز بنانا چاہتا ہے پہلے اس کو خوش کرتا ہے پھر خوش کر کے اس کی عنایت مہربانی، بخشش چاہتا ہے پہلے اپنی بخشش کراتا ہے پھر بخشش مانگتا ہے۔ آپ بخشش کرا لیجئے کیونکہ تم نے آپ سے بخشش مانگ لی مغفرت مانگ لی، خطاؤں کی معافی مانگ لی جس مالک سے سب امیدیں لگائے بیٹھے ہیں اس کو ناراض کرنا کہاں کی عقلمندی ہے جبکہ مر کے اس کے پاس جانا ہے اور یہ خبر نہیں کہ کب جانا ہے۔

نہ جانے بلا لے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

اگر اچانک موت آ گئی تو کس حالت میں ہو گے اور اگر موت نہ بھی آئے تو خود بھی یہ کم موت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور رسول اللہ کی ناراضگی میں ہی رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں جینا کوئی جینا ہے یہ زندگی نہیں ہے شرمندگی ہے۔ زندگی تو نام ہے بندگی کا۔

زندگی بہار ہوتی ہے
جب خدا پہ نثار ہوتی ہے

یہ میرا ہی شعر ہے جو آپ سے خطاب کر رہا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ گناہ سے تو کسی کو مفر نہیں ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم سب کے سب خطا کار ہو (**كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ**) ہر انسان خطا کار ہے سوائے انبیاء علیہم السلام کے کہ وہ مستثنیٰ ہیں (**خَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ**) بہترین خطا کار وہ ہیں جو معافی مانگ لیتے ہیں توبہ کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں (**اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ**) اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور محبت کرتا رہے گا جب تک وہ توبہ کرتے رہیں گے۔

## قبول توبہ کی دوسری شرط

(۲) اور توبہ کے قبول ہونے کی دوسری شرط یہ ہے کہ دل میں ندامت بھی ہو (ان یندم علیھا) گناہ پر ندامت کا ہونا علامت قبول ہے ابلیس کو آج تک ندامت نہیں ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ ایک صاحب کشف بزرگ نے کہا کہ ابلیس نے جو کہا تھا (أَنْظِرْنِيْ) کہ مجھے مہلت دیجئے قیامت تک اپنے بندوں کو گمراہ کرنے کے لیے میں اگر یہ غلام (أَنْظِرْنِيْ) کے بجائے (أَنْظُرْ إِلَيَّ) کہہ دیتا کہ ایک نظر رحمت مجھ پر ڈال دیجئے تو یہ بخش دیا جاتا تو ندامت علامت قبول ہے تو ملک کی دوسری شرط ہے کہ نادم ہو جاؤ شرمندہ ہو جاؤ کہ ہم نے اچھا کام نہیں کیا۔

## قبول توبہ کی تیسری شرط

(۳) تیسری شرط ہے ان یَعْزِمَ عَزْماً جَازِماً اَنْ لَّا یَعُوْدَ اِلَیْھَا اَبَداً) پکا ارادہ کرے کہ اب کبھی اللہ کو ناراض نہیں کرنا ہے اور گناہ نہ کرنے کا عزم مصمم یعنی پکا ارادہ کر لیں شکست توبہ کا وسوسہ آئے تو یہ وسوسہ مانع قبول نہیں بلکہ تکمیل توبہ کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے میرا بندہ اپنے شکست توبہ پر وسوسہ سے غمگین ہو رہا ہے اور رو رہا ہے۔

یہ ہمارے مرے آزمائے ہوئے ہیں

میرے یہ بار بار خود میرے آزمائے ہوئے ہیں اپنی آنکھوں سے بار بار ہم نے اپنے ارادوں کی شکست کو دیکھا ہے جس کو اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ جگر کے استاد نے کیا خوب کہا ہے

تیری ہزار برتری تیری ہزار رحمتیں
میری ہر اک شکست میں میرے ہزار قصور ہیں

## قبولِ توبہ کی چوتھی شرط

(۴) چوتھی شرط یہ ہے کہ کسی کا حق مارا ہو تو اس کا حق ادا کرو، کسی کا مال لیا ہو تو مال واپس کر دو۔ مال واپس کر کے کہو کہ ہم نے جو مال لیا جس سے آپ کو غم پہنچا اور اتنے دن تک ہم نے مال واپس نہیں کیا تو آپ ہم کو معاف کر دیجئے اور اللہ تعالیٰ سے بھی معافی مانگ لو کہ اتنے روز تک آپ کے بندہ کی گھڑی ہم نے رکھی ہوئی تھی اور واپس کرنے میں سستی کاہلی کی اور آپ کے بندہ کو تشویش میں رکھا اس لئے آپ سے معافی چاہتے ہیں۔ یہاں بندہ کا بھی حق ہے، مولیٰ کا بھی حق ہے اس لئے بندہ سے بھی معافی مانگو اور پھر مولیٰ سے بھی معافی مانگو کہ میں نے آپ کے بندوں کو کیوں ستایا۔ جیسے اگر کسی کے بیٹے کو ستایا ہے تو بیٹے ہی سے معافی مانگنا کافی نہیں ابا سے بھی معافی مانگو کیونکہ بیٹے کو ستانے سے باپ کو جو غم پہنچا ہے تو باپ سے بھی معافی مانگنا ضروری ہے۔ ایسے ہی بندوں کو ستانے والوں کو چاہئے کہ خالی بندوں سے معافی مت مانگو، بندوں کے ربّا سے بھی معافی مانگو۔ ہمارے بزرگوں نے فرمایا کہ بعض بندے اللہ تعالیٰ کے ایسے پیارے ہوتے ہیں کہ وہ معاف بھی کر دیں لیکن اللہ معاف نہیں کرتا اور انتقام لیتا ہے۔ دیکھ لو حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے اپنے ابا جان حضرت یعقوبؑ سے کہا کہ ہم کو آپ اللہ تعالیٰ سے معافی دلا دیجئے۔ ہم کو شک ہے کہ قیامت کے دن کہیں ہماری پکڑ نہ ہو جائے لہٰذا حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو جنہوں نے حضرت یوسفؑ کو کنوئیں میں ڈالا تھا وحیِ الٰہی سے معافی دلوا دی۔ جبرئیلؑ نے آ کر کہا کہ اے یعقوبؑ آپ کی فریاد اللہ نے سن لی اور آپ کے ان بیٹوں کو جنہوں نے بھائی یوسف کو کنوئیں میں ڈالا تھا آج اللہ نے ان کو معاف کر دیا مگر یہ دُعا پڑھئے۔ پہلے جبرئیلؑ آگے کھڑے ہوئے، ان کے پیچھے یعقوبؑ ان کے پیچھے یوسفؑ،

ان کے پیچھے سب بھائی۔ یہ ترتیب تھی پھر یہ دعا پڑھی:

﴿یَارَجَاءَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا تَقْطَعْ رَجَاءَنَا یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا یَا مُعِیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِنَّا یَا مُحِبَّ التَّوَّابِیْنَ تُبْ عَلَیْنَا﴾

اے ایمان والوں کی امید ہماری امید کو منقطع نہ کیجئے، اے فریاد خواہوں کے فریاد رس ہماری فریاد سن لے، اے ایمان والوں کی مدد کرنے والے ہماری مدد فرما، اے توبہ کرنے والوں سے محبت کرنے والے ہماری توبہ کو قبول فرما۔

تفسیر روح المعانی میں یہ مضمون موجود ہے۔ دلیل پیش کر دیتا ہوں تا کہ کسی کو شبہ نہ ہو کہ پتہ نہیں کہاں سے پیش کر رہے ہیں۔ تو یہ چار شرطیں ہیں۔ ان چار شرطوں کے بعد توبہ قبول ہے اور اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ کی محبوبیت کا نزول ہے یعنی بندہ جب یہ چاروں شرطیں پوری کرے گا اسی وقت محبوب ہو جائے گا۔

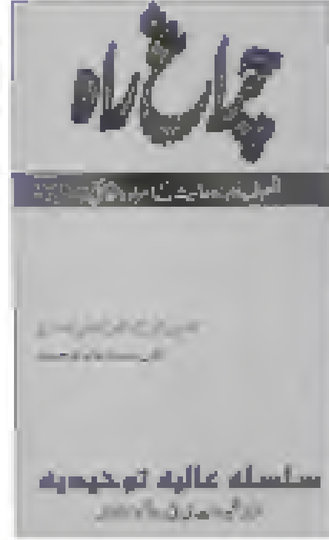
## دعائے مغفرت

فیصل آباد سے بھائی محمد صادق کی ہمشیرہ

بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)

مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دعا فرمائیں۔

# بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی شہرہ آفاق تصانیف




کتاب ہذا بانی سلسلہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے خطبات پر مشتمل ہے۔ جو آپ نے سالانہ اجتماعات پر ارشاد فرمائے اسمیں درج ذیل خصوصی مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔ سلوک وتصوف میں ذاتی تجربات، مرشد کی تلاش کے دس سالہ دور کا حال۔ زوال امت میں امراء، علماء، صوفیاء کا کردار۔ علماء اور صوفیاء کے طریق اصلاح کا فرق۔ تصوف خفتہ اور بیدار کے اثرات اور تصوف کے انسانی زندگی پر اثرات۔ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے قیام سے فقیری کی راہ کیونکر آسان ہوئی۔




وحدت الوجود کے موضوع پر یہ مختصر سی کتاب نہایت ہی اہم دستاویز ہے۔ مصنفؒ نے وحدت الوجود کی کیفیت اور روحانی مشاہدات کو عام فہم دلائل کی روشنی میں آسان زبان میں بیان کر دیا ہے۔ آپ نے جن دیگر موضوعات پر روشنی ڈالی ہے وہ یہ ہیں:۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نظریہ وحدت الشہود، انسان کی بقاء اور ترقی کیلئے دین کی اہمیت اور ناگزیریت، بنیادی سوال جس نے نظریہ وحدت الوجود کو جنم دیا اور روحانی سلوک کے دوران بزرگان عظام کو ہو جانے والی غلط فہمیاں۔

# سلسلہ توحیدیہ کی مطبوعات




[illegible]




[illegible]

Reg: CPL - 01

Website www.tauheediyah.com